www.neweramagazine.com
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
شناسا احساس
از رمشا کنول
New Era Magazine

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

شناسا احساس

از رمشا کنول

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

حور کہاں رہ گئی ہو میں کب سے تمہیں بلا رہی ہوں۔جی امی آرہی ہوں۔ پتہ نہیں یہ لڑکی کب بڑی ہوگی۔ آ گی امی آپ کتنا غصہ کرتی ہیں میری پیاری امی اتنا غصہ نہ کیا کریں حور نے ماں کے گلے میں پیار سے اپنے دونوں ہاتھ ڈال کر کہا۔ پتہ نہیں حور تم کب سدھرو گی کب سب کام وقت پر کیا کرو گی۔ حور کی امی نے غصے سے کہا۔

حور نے ماں کی بات سنی اور کہنے لگی ارے امی اگر میں سدھر گی تو آپ غصہ کس پر کرو گی ہاہاہاہا۔۔۔۔۔

حور تم مار کھاؤ گی مجھ سے۔

حور نے ماں کی بات سنیں اور بھاگ گئی۔ حور بہت سست اور لاپرواہ لڑکی تھی۔

اوہو امی آپ غصہ نہ کیا کریں آپ جانتی تو ہیں حور کو لاپرواہ ہے سمجھ جائے گی۔ حور کے جانے کے بعد ہانیہ نے ماں کے غصہ کو کم کرنا چاہا اور ماں کی مدد کرنے لگی۔

حور اپنی بڑی بہن ہانیہ اور ماں رخسانہ بیگم کے ساتھ رہتی تھی۔ اسکے والد کا انتقال تب ہوا تھا جب حور دو سال کی اور ہانیہ پانچ سال کی تھی۔ اسکی والدہ نے کپڑے سلائی کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو پالا تھا۔ رخسانہ بیگم کی یہ دونوں بیٹیاں ان کی کل کائنات

www.neweramagazine.com

تھی۔

رحیم بخش کہاں رہ گئے ہو جلدی سے آؤ۔ وہ انتہائی غصے کے عالم میں اپنے ملازم کو آواز دے رہا تھا۔ اس کے غصے سے سب گھر والے اور تمام ملازم بہت ڈرتے تھے۔ وہ ہر کام وقت پر کرنے کا عادی تھا۔ اس کو سست روی سے بہت سخت چڑھ تھی۔ وہ جتنے غصے کا تیز تھا اتنا ہی دل کا نرم اور صاف تھا۔ چھ فٹ قد، بھوری آنکھیں، ہلکے بھورے سلکی بال جنہیں وہ سلیقے سے بنا کر رکھتا تھا۔ ستواں ناک، سرخ و سفید رنگ بلاشبہ وہ بہت خوبصورت نوجوان تھا۔ بلیک پینٹ سفید شرٹ اور بلیک کوٹ پر بلیک ٹائی لگائے ہوئے وہ آفس جانے کے لئے بالکل تیار تھا۔ رحیم بخش نے کمرے میں آتے ہی ادب سے پوچھا! جی چھوٹے صاحب کچھ چاہیے آپ کو؟ اس نے کہا جی میری آج ایک بہت امپورٹ میٹنگ ہے۔ نیلے رنگ کی فائل اسٹڈی میں ہے آپ لا کر دے دیجئے۔ رحیم بخش جی اچھا چھوٹے صاحب کہہ کر فائل لینے چلا گیا۔ اس نے خود کو ایک دفعہ آئینے میں دیکھا اور آفس جانے کے لئے نکل گیا۔

یار حور کہاں رہ گئی ہو جلدی سے آؤ۔ حنا نے حور کو میسج کیا اور اس کا انتظار کرنے لگی۔ حنا

اور حور بچپن کی سہیلیاں تھی۔ دونوں اسکول اور کالج میں اکٹھے پڑھتی تھی اور اب ایک ہی یونیورسٹی سے ایم بی اے کررہی تھی۔ دونوں کے درمیان بہنوں والا پیار تھا۔

حنا کے میسج کرنے کے تھوڑی دیر بعد ہی اسے حور اپنی طرف آتی دکھائی دی۔ حور جانتی تھی کہ حنا اس وقت غصے میں ہو گی کیوں کے آج پھر حور دیر سے یونیورسٹی آئی تھی۔

یار حنا ! سوری آج لیٹ ہو گئی، اصل میں صبح آنکھ دیر سے کھلی تھی۔ حور نے حنا کو غصہ میں دیکھ کر کہا۔

یہ تھوڑی دیر حور تم پورا آدھا گھنٹہ لیٹ ہو۔ اور آج سر احمر کا لیکچر ہے اور تمہیں اچھے سے پتا ہے وہ کتنا غصہ کرتے ہیں ذرا سی دیر ہوتی ہے اور وہ بے عزت کر کے کلاس سے نکال دیتے ہیں۔ پہلے ہی تمہاری وجہ سے بہت دیر ہو گئی ہے چلو جلدی ورنہ لیکچر شروع ہو جائے گا۔ اور وہ دونوں جلدی سے کلاس روم کی طرف چلی گئی۔

سکندر شاہ اور ان کی بیگم عاصمہ شاہ کو اللہ تعالی نے دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا تھا۔

بڑا بیٹا جس کا نام ارحان شاہ تھا جو تعلیم مکمل ہونے کے بعد اپنے باپ کی بزنس میں مدد کر رہا تھا۔ارحان شاہ کی شادی سکندر صاحب نے اپنے دوست کی بیٹی ایمان سے کروائی تھی۔ایمان ایک خوبصورت اور سمجھدار لڑکی تھی۔ان کا ایک گیارہ ماہ کا بیٹا تھا جس کا نام آیان شاہ ہے۔

چھوٹا بیٹا ارحم شاہ تھا۔جو لندن سے پڑھ کر آیا تھا۔اور اب اپنے بھائی اور باپ کے ساتھ مل کر بزنس کر رہا تھا۔ارحم شاہ کو سست روی سے کام کرنا بہت برا لگتا تھا۔

سکندر صاحب کی ایک ہی بیٹی تھی جس کا نام عنایہ تھا۔جو کہ خود ایم بی اے کی سٹوڈنٹ تھی اور پورے گھر کی لاڈلی تھی خاص طور پر اپنے چھوٹے بھائی ارحم شاہ کی۔

یار حنا سر کتنا بور کرتے ہیں۔قسم سے مجھے تو نیند آرہی تھی۔بس کردو حور تم ہر لیکچر لینے کے بعد یہی کہتی ہوں۔کچھ تو خدا کا خوف کرو لڑکی ہر وقت پڑھائی سے بھاگتی ہوں۔اللہ حنا میں کب پڑھائی سے بھاگتی ہوں۔وہ تو آج میرا دل نہیں کر رہا تھا لیکچر لینے کے لیے اور نیند بھی آرہی تھی۔ابھی وہ دونوں یہ باتیں کر رہی تھی کہ ایک خوبصورت لڑکی ان کو اپنی طرف آتی دکھائی دی۔

السلام علیکم ! میرا نام عنایہ ہے اور میں اس یونی میں نیو ہو۔ کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ ایم بی اے ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ آفس کہاں ہیں؟ جی بالکل کیوں نہیں آپ سیدھا جا کر لیفٹ سائیڈ پر مڑ جائے گا سامنے ہیڈ آفس ہو گا۔ جی بہت شکریہ آپکا۔ عنایہ نے ان دونوں کا شکریہ ادا کیا اور ہیڈ آفس کی جانب چل دی۔ عنایہ بہت گھبرائی ہوئی تھی۔ نئی جگہ نئے لوگ اور اوپر سے نہ کوئی دوست تھا۔ کچھ بد تمیز لڑکوں نے اس کا راستہ روکا اور تنگ کرنا شروع کر دیا۔ عنایہ بہت زیادہ گھبرا گئی تھی اور رونا شروع کر دیا۔ حنا اور حور باتیں کرتی ہوئی وہاں سے گزر رہی تھی۔ حور کی نظر عنایہ پر پڑی۔ اس نے دیکھا کہ کچھ لڑکے عنایہ کو تنگ کر رہے ہیں۔ حور سے رہا نہیں گیا اور جا کر ان لڑکوں کو اچھی خاصی سنا دیں۔ حور شروع سے ہی ایسی تھی جہاں کچھ غلط ہوتا دیکھتی وہاں پہنچ جاتی اور لڑنا شروع کر دیتی۔ لڑکوں نے حور سے بھی بد تمیزی کرنا چاہی تو حور نے انہیں اچھی خاصی سنائیں اور باقی سٹوڈنٹس کو بھی جمع کر لیا۔ اتنے سارے اسٹوڈنٹس کو دیکھ کر لڑکوں نے کچھ نہ کہا اور بھاگ جانے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ لڑکوں کے جانے کے بعد حور نے دیکھا کہ عنایہ رو رہی ہے۔ حور اور حناء نے عنایہ کو چپ کروایا۔ حور کی دوستانہ طبیعت کے باعث عنایہ بھی ان کی دوست بن گئی۔ وہ پورا دن ان تینوں نے ساتھ گزارا اور وہ تینوں ہی بہت اچھی دوست بن گئے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عنایہ کی عادت تھی جب تک اپنی ہر بات ارحم کو نہ بتادیں اس کو سکون نہیں ملتا تھا۔ کیوں کہ وہ دونوں بہن بھائی بہت اچھے دوست بھی تھے۔ ارحم چاہے لاکھ غصے کا تیز تھا لیکن اپنی بہن سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔اس دن بھی شام کو جب ارحم گھر پہنچا تو عنایہ نے حسب عادت ارحم کو اپنی یونی کے پہلے دن کے بارے میں بتایا۔اور یہ بھی بتایا کہ کیسے لڑکوں نے اس کو تنگ کیا اور کیسے وہ حور اور حناء دوست بن گئی۔ ارحم نے اپنی بہن کی بات توجہ سے سنی اور کہا میری پیاری بہن آئندہ خیال رکھنا اور تمہیں کوئی یونی میں لڑکا تنگ کرے تو مجھے لازمی بتانا میں تمہارا بھائی ابھی موجود ہو۔ عنایہ نے جی ٹھیک ہے بھائی میں آپ کو ہی بتاؤ گی کہا اور اپنا یونی کا کام کرنے چلی گی۔ اور ارحم فریش ہونے چلا گیا۔

حور کہاں ہو کب سے آواز دے رہی ہوں تمہیں۔ آئی امی بس دو منٹ۔ مجال ہے جو یہ لڑکی ایک ہی آواز میں آجائے اس کو اتنی آوازیں دینی پڑتی ہے پھر بھی اس کے دو منٹ نہیں ختم ہوتے۔ حور بھاگتی ہوئی امی کے پاس کچن میں آئی کیوں کہ وہ جانتی تھی اس کی ماں کو سستی اور کاہلی سے سخت چڑ ہے۔ لیجئے امی میں آگئی۔ بڑی مہربانی بیٹا کہ آپ آگئی

ہیں چلے تو اب آپ تشریف لے ہی آئیں ہیں تو کچن میں میری مدد ہی کروا دے۔

ارے امی آپ غصہ نہ ہوا کریں بس حکم کیا کریں کہ حور بیٹا یہ کام کر لوں وہ کام کر لوں۔ حور نے آنکھیں پٹ پٹا کر بولا جس سے رخسانہ بیگم کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آ گئی۔

ارے واہ یہاں تو ماں بیٹی کا پیار چل رہا ہے اور مجھ بیچاری کو تو بھول ہی گئے آپ لوگ۔

ارے نہیں ہانیہ آپی آپ کو ہم کیسے بھول سکتے ہیں آپ امی کی دوسری اور میری پہلی محبت ہو۔ حور کی امی نے حور کی بات سن کر کہا کہ ،ہانیہ میری دوسری محبت کیسے ہے؟

ماں کی بات سن کر حور نے کہا دیکھیں امی ابو آپ کی پہلی محبت تھے تو اس لحاظ سے آپی آپ کی دوسری محبت ہوئی نہ؟ حور تم انسان بن جاؤں۔ کچھ زیادہ ہی بولنے لگی ہو آج کل تم۔ اوہو امی آپ پھر غصہ کرنے لگ گئی مجھ معصوم پر۔

چھوڑیں امی اس کو یہ بہت بڑی ڈرامے باز ہے لائیے مجھے بتائیے کیا کام کرنا ہے۔ حور کچھ سیکھ لو بڑی بہن سے ورنہ سسرال جا کر ہماری ناک کٹواؤ گی تم۔ سسرال والے بولیں گے کہ بیٹی کو سوائے زبان چلانے کے اور کچھ نہیں سکھایا۔ امی میں نے کوئی شادی نہیں کرنی یہ کہہ کر حور وہاں سے بھاگ گئی۔ کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ اب امی

نے اس کی اچھی خاصی کلاس لے لینی ہے۔ حور کے جانے کے بعد ہانیہ نے ماں سے کہا امی چھوڑیں ابھی چھوٹی ہے حور سیکھ جائے گی آپ مجھے بتائیں رات کے کھانے میں کیا بنے گا۔

وہ آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا کہ اس کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ کام کے دوران موبائل کے استعمال سے اس کو شدید چڑ ہوتی تھیں۔ مسلسل فون کی گھنٹی بجنے سے اس کو شدید غصہ آ رہا تھا۔ فون پر صائم کالنگ کر اس کو مزید غصہ آ گیا۔ اس نے کال اٹینڈ کرتے ہی بولنے کے لئے لب کھولے ہی تھے کہ مقابل نے بولنا شروع کر دیا۔ یار حد ہے کب سے کال کر رہا ہوں مجال ہے جو تو فون اٹھا لے۔

صائم تجھے کتنی بار کہا ہے کہ کام کے دوران مجھے کال کر کے تنگ نہ کیا کر لیکن تجھے سمجھ نہیں آتی۔

دیکھ ارحم میں نے تیرا یہ لیکچر سننے کے لیے فون نہیں کیا بلکہ یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے کہ 10 منٹ میں اپنا کام مکمل کر لے میں تیرے پاس آ رہا ہوں۔ پھر دونوں باہر لنچ کریں گے اور ہاں میں انکار نہیں سنوں گا۔ ارحم کچھ کہتا اس سے پہلے صائم نے کال بند

کر دی۔

فون بند ہوتے ہی ارحم نے جلدی جلدی کام ختم کرنا شروع کر دیا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا جب تک صائم کے ساتھ لنچ پر نہیں جائے گا وہ اس کی جان نہیں چھوڑے گا۔ ٹھیک دس منٹ کے بعد صائم ارحم کے سامنے موجود تھا۔ تو اتنی جلدی آگیا؟

وہ کیا ہے نا یار مجھے پتا تھا تو جانے کے لیے نخرے کرے گا اس لئے ٹائم پر آگیا۔ چلو جلدی کرو اور مجھے اچھا سا لنچ کرواؤ۔

کیا کہا میں لنچ کرواؤں اگر تو ایسا ہے میں بالکل نہیں جانے والا تیرے ساتھ۔ بس کر دے ارحم اتنے پیسے کما کر کہاں لے کر جاؤ گے۔ جہاں تک مجھے پتا ہے نہ تیری کوئی گرل فرینڈ ہے نہ بیوی ہے نہ بچے ہیں جن پر تو اپنا پیسہ خرچ کرے گا اس لیے چپ چاپ اٹھ اور مجھے اچھا سا لنچ کروانے چل۔ ارحم نے غصے سے اپنے کنجوس دوست کو دیکھا اور گاڑی کی چابی اور والٹ اٹھا کے چل دیا۔

حور عنایہ اور حناء لیکچر لے کر کلاس روم سے باہر نکلی ہی تھی کہ حور نے بولنا شروع

کر دیا، اوفف یار آج تو میں تھک گئی اور اوپر سے مجھے بہت بھوک بھی لگ رہی ہے چلو جلدی سے کینٹین چلو۔

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا حور جب دیکھو کھانے کی پڑی رہتی ہے کم کھایا کرو کھا کھا کر موٹی ہو رہی ہو دیکھ لینا ایک دن تم کھا کھا کر بھینس بن جاؤں گی۔ حور نے حناء کی سن کر کہاں تم تو بس میری صحت سے جلدی رہنا۔اللہ کا شکر ہے جیسے بھی ہو بہت پیاری ہو۔

اللہ یہ لڑکی کبھی نہیں سدھرے گی۔ عنایہ ان دونوں کی باتیں سن کر ہنس رہی تھی۔

کینٹین پر پہنچ کر انہوں نے بریانی اور کولڈ ڈرنکس کا آرڈر دیا اور باتوں میں مصروف ہو گی۔

یار اگلے ہفتے میرے بھتیجے آیان کی پہلی سالگرہ ہے اور تم دونوں نے لازمی آنا ہے میں انکار نہیں سنوں گی۔اس طرح تم دونوں میری فیملی سے بھی مل لینا، عنایہ نے حناء اور حور کو اپنے بھتیجے کی سالگرہ پر مدعوع کیا۔

حناء نے عنایہ کی بات سن کر کہا: یار امی سے پوچھنا پڑے گا وہ اس طرح اکیلے کہیں

جانے نہیں دیں گی۔ حناء تم اکیلی نہیں ہو گی حور بھی تمہارے ساتھ ہو گی۔ یار عنایہ دن کا فنکشن ہوتا تو ہم آجاتے لیکن یہ تورات کا فنکشن ہے یار ہم کیسے آ سکتے ہیں؟ ہاں عنایہ حناء ٹھیک کہہ رہی ہے مجھے بھی اجازت ملنا بہت مشکل ہے۔

عنایہ نے ان دونوں کے بات سنی اور کہنے لگی تم دونوں کے علاوہ میری یہاں کوئی دوست نہیں ہے اور میں تم دونوں کو اپنی مما سے بھابھی سے ملوانا چاہتی ہوں۔ وہ تو ٹھیک ہے عنایہ لیکن۔۔۔۔۔۔ابھی حور کچھ کہتی کے عنایہ بول پڑی لیکن ویکن کچھ نہیں بس دونوں آرہی ہو ورنہ میں تم دونوں سے ناراض ہو جاؤ گی اور کبھی بات نہیں کروں گی۔

اچھا بابا ٹھیک ہے ہم کوشش کریں گے کہ تمہارے گھر آجائیں۔ کوشش نہیں تم دونوں نے لازمی آنا ہے بس !

اچھا ٹھیک ہے یار ہم آجائیں گے چلو آپ ناراض نہ ہوں جلدی سے کھانا کھانا شروع کرو ورنہ یہ حور سب کچھ کھا لے گی ہاہاہا۔۔۔۔۔۔حناء کی بات سن کر حور کو غصہ آگیا اور کہنے لگی حناء کی بچی میں تمہارا منہ توڑ دوں گی اب اگر میرے کھانے پر نظر رکھی۔۔۔۔۔

امی پلیز جانے دیں عنایہ نے بہت پیار سے انوئٹ کیا ہے یقین کیجیے ہم نے انکار کر دیا تھا۔بس کر دو حور جب میں نے کہہ دیا کہ نہیں جانا تو مطلب نہیں جانا۔

امی ہم جلدی آجائیں گے اور میں اکیلی نہیں ہوں حناء بھی ساتھ جائے گی۔پلیز پلیز امی جانے دیں۔یار آپی آپ ہی بول دیں امی کو آپ کی بات تو مان جاتی ہیں۔امی جانے دیں کچھ نہیں ہوتا جلدی واپس آجائے گی بچی تھوڑی ہے بڑی ہو گئی ہے۔ہاں بڑی تو ہو گی لیکن بچپنا نہیں گیا اس کا۔

ٹھیک ہے حور چلی جاؤ ہانیہ کے کہنے پر جانے دے رہی ہوں اور رات کو جلدی آجانا۔

میری پیاری امی جان آپ کا بہت شکریہ اور میں جلدی گھر آجاؤں گی۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے مکھن نہ لگاؤ اور اپنی تیاری کر لو۔

اچھا ٹھیک ہے امی جان اور کوئی حکم؟ حور نے ماں کے گلے لگ کر پیار سے کہا۔

آج اسکول میں اس کا پہلا دن تھا اور وہ بہت ڈری ہوئی تھی۔کچھ شرارتی بچوں نے اس کو تنگ کیا اور اس کا لنچ بھی کھا لیا۔وہ کلاس روم کے باہر بیٹھ کر رو رہی تھی تبھی ایک

بچہ اس کی طرف آیا اور کہنے لگا ارے گڑیا تم رو کیوں رہی ہو؟

بچی نے اس لڑکے کو دیکھا اور ڈرتے ہوئے کہنے لگی کچھ بچوں نے مجھے یہاں تنگ کیا ہے اور میرا لنچ بھی کھا لیا۔

اچھا گڑیا رو نہیں تم میرا لنچ لے لینا۔بچے کو وہ روتی ہوئی لڑکی بہت پیاری اور معصوم لگی۔اب بتاؤ تم میری دوست بنو گی؟بچی تھوڑا سا گھبرائی اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

بچے کے دوستانہ رویے سے اس معصوم بچی کو تھوڑا حوصلہ ہوا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر کہنے لگی تھی کہ آج سے ہم دونوں فرینڈز ہیں۔اور بچے نے بھی مسکرا کر ہاتھ ملا لیا ٹھیک ہے فرینڈز او کے اب رونا نہیں کوئی بھی تمہیں تنگ کرے تو تم نے مجھے بتانا ہے او کے؟

او کے ٹھیک ہے۔

تم نے مجھے گڑیا بلایا ہے تو آج سے میں بھی تمہیں پرنس بلاؤ گی۔بتاؤ ٹھیک ہے نہ تمہیں برا تو نہیں لگا یہ نام؟؟؟؟

لڑکے کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر بچی نے فوراً سے یہ پوچھا۔

ارے نہیں گڑیا مجھے یہ نام بالکل برا نہیں لگا بلکہ مجھے اپنا یہ نام بہت اچھا لگا ہے۔

ٹھیک ہے پھر آج سے میں تمہیں پرنس بلاؤ گی اور تم مجھے گڑیا۔

بلیک گھٹنوں تک آتا لمبا فراک، ساتھ بلیک ہی چوڑی دار پاجامہ اور بلیک ہی ڈوپٹہ جس کے کنارے پر گولڈن کام ہوا تھا، کانوں میں گولڈن جھمکیاں، ایک ہاتھ میں گھڑی دوسرے ہاتھ میں گولڈن بریسلیٹ پہنے، اپنے لمبے سلکی بھورے بالوں کو آڑھی مانگ نکال کر کھلا چھوڑا ہوا تھا۔ بھوری بڑی بڑی آنکھوں میں گہرا کاجل اور مسکارا لگا کر، ہونٹوں پر لائٹ پنک لپسٹک لگائے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ اپنی تیاری پر آخری نظر ڈال کر پاؤں میں بلیک ہی سینڈلز پہن کر وہ جانے کے لئے بالکل تیار تھی۔

یار حور جلدی کرو ورنہ ہمیں دیر ہو جائے گی۔ حناء حور کی عادت سے واقف تھی۔ اوہو حناء آ گئی میں کتنا شور کرتی ہو تم یار۔ حور کو دیکھ کر حناء کے منہ سے بے ساختہ ماشاءاللہ نکلا۔ حور واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

لڑکی اتنا وقت لگاتی ہو تم جلدی تیار ہوا کرو۔ ویسے تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔ شکریہ

ویسے تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہو۔ حناء نے پنک اور سفید رنگ کے امتیاز کا سوٹ پہنا ہوا تھا جس پر سفید موتیوں کا کام ہوا تھا۔ ارے یار ہم تعریفوں میں ہی وقت ضائع کر دیں گے۔ اب جلدی چلو اس سے پہلے امی کا ارادہ بدل جائے۔ امی ہم جا رہے ہیں خدا حافظ۔ ٹھیک ہے بیٹا فی امان اللہ اور ہاں جلدی گھر آ جانا ایسا نہ ہو رات سڑک پر گزارنا پڑ جائے۔ ٹھیک ہے امی ہم جلدی آ جائیں گے یہ کہہ کر حنا اور حور چلی گئی۔

پرنس اور گڑیا کی دوستی دن بدن بڑھتی گئی۔ جب تک گڑیا اپنی ہر بات پرنس سے شیئر نہیں کر لیتی اس کو سکون نہیں ملتا تھا۔ اور پرنس اس کی ہر بات چپ چاپ سنتا تھا۔ کیوں کہ اس کو گڑیا کی باتیں سننا اچھا لگتا تھا۔

تمہیں پتا ہے پرنس مما نے مجھے کل بہت ڈانٹا۔

ہیں کیوں؟ تم نے ایسا کیا کر دیا جو تمہیں ڈانٹ پڑی؟ کچھ نہیں بس وہ کل مما میرا عید کا جوڑا لے کر آئی تھی جو میں نے پہن لیا اور مجھ سے وہ جوڑا خراب ہو گیا۔ بس اس لیے مما نے مجھے خوب ڈانٹا وہ تو شکر ہے آپی وہی تھی انہوں نے بچا لیا ورنہ مما نے مارنا بھی تھا۔ گڑیا آنکھیں گھما گھما کر پرنس کو ساری روداد سنا رہی تھی اور ہنس بھی رہی تھی۔

پرنس کو اس کی اس حرکت پر بہت پیار آیا۔پرنس بھی اپنی ہر بات گڑیا سے شیئر کرتا تھا۔دونوں کی دوستی بہت گہری ہوگئی تھی۔

ان کی ٹیکسی ایک بہت بڑے عالیشان بنگلے کے سامنے رکی۔جسکو برقی قمقموں سے سجایا ہوا تھا۔وہ دونوں اتنے بڑے گھر اور اسکی سجاوٹ کو دیکھتی ہی رہ گئی۔گھر کے باہر تختی پر بڑا سا"شاہ مینشن "لکھا ہوا تھا۔

حور نے حناء سے کہا

یار عنایہ کا گھر باہر سے بہت خوبصورت لگ رہا ہے۔

ہاں یار واقعی جتنا یہ باہر سے خوبصورت لگ رہا ہے اتنا ہی اندر سے ہوگا ہے نا؟

یار یہ تو اندر جا کر ہی پتہ چلے گا کہ اندر سے گھر کتنا خوبصورت ہے ؟ہاں ٹھیک کہہ رہی ہوں چلو اندر چلتے ہیں وہ دونوں باتیں کرکے اندر کی جانب چل دیں۔

ایک بڑے دروازے سے وہ اندر داخل ہوئی۔اندر داخل ہوتے ہی دائیں جانب بہت خوبصورت سالان تھا۔جہاں آج کے فنکشن کا اہتمام کیا گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یار یہاں لان اتنا بڑا ہے تو گھر کتنا بڑا ہو گا۔ابھی وہ دونوں باتوں میں مگن تھی کہ عنایہ کو اپنی جانب آتے دیکھ کر چپ ہو گئی۔

السلام علیکم ! شکر ہے تم دونوں آ گئیں۔تم دونوں اگر نہ آتی تو میں تم دونوں سے کبھی بات نہیں کرتی۔اوہو عنایہ بس بھی کر دو تم نے اتنے پیار سے انوائٹ کیا تھا ہم کیسے نہ آتے۔انوائٹ کے ساتھ ساتھ دھمکی بھی تو دی تھی کبھی نہ بات کرنے کے لیے تو بھلا ہم اپنی دوست کو کیسے خفا کر سکتے تھے۔

عنایہ کو دیکھ کر حناء نے کہا یار عنایہ تم آج بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔عنایہ نے سفید رنگ کی میکسی پہنی ہوئی تھی۔لمبے بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا اور آگے سے کچھ لٹیں کرل کر کے چھوڑی ہوئی تھی۔بلاشبہ وہ اس وقت بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

ویسے تم دونوں بھی بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ۔یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی چلو میں تمہیں مما بھابھی سے ملواتی ہو۔اور وہ دونوں عنایہ کے ساتھ اندر کی جانب بڑھنے لگی۔

عنایہ کا گھر جتنا باہر سے خوبصورت تھا اس سے کئی زیادہ اندر سے خوبصورت تھا۔وہ دونوں عنایہ کا گھر دیکھ کر بہت حیران تھی کیوں کہ دونوں کا تعلق ایک عام طبقے سے تھا اور اس طرح کے گھر انہوں نے ڈراموں میں ہی دیکھے تھے۔اندر داخل ہوتے ہی

ایک بڑا سا ٹی وی لانچ تھا جس کی دائیں جانب ایک بڑا سا اوپن کیچن تھا۔اور بائیں جانب ایک بڑی سی شیشے کی کھڑکی تھی جس سے باہر لان کا منظر بالکل واضح نظر آتا تھا۔

پورے گھر میں سفید اور گولڈن رنگ کے امتیاز کے پردے لگے ہوئے تھے۔ٹی وی لانچ میں ایک بہت بڑا خوبصورت فانوس لگا ہوا تھا جس میں سے زرد رنگ کی روشنیاں نکل رہی تھی۔بائیں جانب سیڑھیاں اوپر کی طرف جاتی تھی جہاں اس عالیشان گھر کا دوسرا پورشن بنا ہوا تھا۔اس گھر کی ہر چیز اپنے قیمتی ہونے کا ثبوت پیش کر رہی تھی۔

حور اور حناء دونوں عنایہ کا گھر دیکھتی ہی رہ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com

ارے تم دونوں وہاں کیوں رک گئی اندر آؤ میں سب سے ملواتی ہوں۔وہ دونوں عنایہ کے پاس جا کر کھڑی ہو گئیں۔

عنایہ بیٹا آپ یہاں ہوں میں آپکو کب سے ڈھونڈ رہی ہو۔جی مما میں اپنی فرینڈز کو لینے باہر گئی تھی۔ان سے ملو یہ ہے میری مما میری سب سے اچھی دوست اور میری ہمراز۔اور مما ان سے ملے یہ ہیں حور اور حناء میری بیسٹ فرینڈز۔

السلام علیکم آنٹی !

وعلیکم السلام بیٹا تو آپ ہے حور اور حناء۔کیسی ہیں آپ دونوں؟اللہ کا شکر ہے آنٹی ہم

ٹھیک ہیں آپ بتائیں آپ کیسی ہیں ؟میں بھی ٹھیک ہوں۔

بیٹا بہت تعریف سنی ہے آپ کی عنایہ سے اور ماشاءاللہ سے آپ دونوں اس سے کئی زیادہ خوبصورت اور پیاری ہیں۔

آنٹی یہ تو بس آپ کا پیار ہے۔ چلیں بیٹا آپ لوگ بیٹھ کے باتیں کریں میں آپ کے انکل کو دیکھ آوں۔ عنایہ کی مما کے جانے کے بعد حور نے کہا یار عنایہ کی مما کتنی خوبصورت ہے۔ہاں یار واقعی بہت پیاری ہیں۔

عنایہ یہ آیان کو پکڑو میں تمہارے بھیا کے کپڑے نکال دو۔وہ آفس سے تھوڑا لیٹ آئیں ہیں اس لیے ابھی تک تیار نہیں ہوئے۔جی ٹھیک ہے بھابھی آیان کو مجھے دیجیے اور ان سے ملیں یہ ہیں میری فرینڈز حور اور حناء۔اسلام علیکم بھابی کیسی ہیں آپ؟ وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں آپ دونوں بتائیں کیسی ہیں ؟اللہ کا کرم ہے بھابھی ہم بھی ٹھیک ہیں۔بہت سنا ہے آپ دونوں کے بارے میں عنایہ سے اور آج آپ دونوں سے مل کر بہت اچھا لگا ہے۔عنایہ نے آپ دونوں کے بارے میں اتنا بتایا ہے لگ ہی نہیں رہا کہ پہلی دفعہ مل رہی ہو ہاہاہاہا۔۔۔۔۔

بھابھی ہمیں بھی آپ سے مل کر بہت اچھا لگا ہے۔کافی تعریف سنی ہے آپ کی عنایہ

سے اور ماشاء اللہ سے آپ واقعی بہت اچھی ہے۔آپ دونوں کا شکریہ۔ٹھیک ہے آپ لوگ بیٹھیں میں ابھی آتی ہوں۔

یار عنایہ تم کیا سارا دن ہماری ہی باتیں کرتی رہتی ہو۔آنٹی اور بھابھی کی باتوں سے لگ رہا ہے جیسے وہ ہمیں بہت عرصے سے جانتی ہیں۔ہاہاہاہاں یار میں یونی کی ہر بات گھر میں سب کو بتاتی ہوں۔عنایہ کی بات سن کر حناء نے کہا ! کوئی حال نہیں ہے تمہارا لڑکی تم واقعی پاگل ہوں ہاہاہاہا۔۔۔۔

ویسے عنایہ تمہارا بھتیجا ماشاء اللہ سے بہت کیوٹ ہے۔حور نے اس چھوٹے بچے کے گالوں کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوا پرنس تم آج بہت اداس لگ رہے ہو۔تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ہاں گڑیا میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔تمہیں مما سے ڈانٹ پڑی ہے کیا؟نہیں گڑیا مجھے تو ڈاٹ نہیں پڑی۔

پھر تو اتنا اداس کیوں بیٹھے ہو؟کچھ نہیں بس ویسے ہی اداس ہوں۔وہ دونوں اس وقت

سکول کے گراؤنڈ میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

اچھا گڑیا ایک بات تو بتاؤ اگر میں کہی چلا گیا تو کیا تم مجھے یاد کرو گی؟ اللہ نہ کرے پرنس تم کہیں جاؤ۔ اور تم آج ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو؟

بتاؤ بھی گڑیا جو میں نے پوچھا ہے پلیز اس کا جواب دو۔

نہیں پرنس نہ تو میں تمہیں بھولوں گی اور نہ ہی میں تمہیں جانے دوں گی سنا تم نے۔ اور یہ کہتے ہیں گڑیا نے رونا شروع کر دیا۔

اوہو گڑیا تم رو تو نہیں۔ اچھا میری بات سناؤ اب، دیکھو پاپا کو بزنس کے سلسلے میں شہر چھوڑنا پڑ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم سب گھر والوں کو ان کے ساتھ جانا پڑے گا۔ میں اکیلا تو یہاں نہیں رہ سکتا اور نہ ہی ہمارا کوئی رشتہ دار یہاں رہتا ہے۔ اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے ساتھ جانا ہو گا تم میرا انتظار کرو گی نا؟۔ گڑیا آنکھوں میں نمی لیے چپ چاپ پرنس کی باتیں سنتی رہی اور پرنس کے چپ ہونے کے کچھ دیر بعد بولی ٹھیک ہے پرنس اگر تم جانا چاہتے ہو تو میں تمہیں نہیں روکو گی اور ہمیشہ تمہارا انتظار کروں گی۔ یہ کہہ کر گڑیا وہاں نہیں رکی اور اٹھ کر چلی گئی۔ گڑیا کے جانے کے بعد پرنس بھی آنکھوں میں نمی سے لیے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ دونوں میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ

قسمت ان کے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے۔ گڑیا کا انتظار کبھی ختم ہونا تھا یا نہیں یہ تو آنے والی زندگی کی بتا سکتی تھی۔

بعض اوقات انسان ضرورت سے زیادہ ہی سوچنے لگ جاتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ قسمت اس کے سوچنے کی محتاج نہیں ہوتی۔ انسان کے سوچنے یا نہ سوچنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہوتا وہی ہے جو وہ پاک ذات چاہتی ہے۔ انسان سوچتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ اور ہے۔ انسان کو کبھی بھی اپنی قسمت کو کوسنا نہیں چاہیے۔ کیوں کہ انسان کا نصیب اور اس کی قسمت میں ہونے والے اتار چڑھاؤ اس عظیم ذات نے لکھی ہوتی ہے جو اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے۔

فنکشن خوب زور و شور سے جاری تھا۔ سب کی تالیوں کی گونج میں ننھے آیان نے اپنے بابا اور مما کا ہاتھ پکڑ کر کے کاٹا۔ کیک کاٹنے کے بعد کھانے کا دور چلا اور وقت کا پتہ ہی نہیں چلا کہ کب گزر گیا۔

یار بہت دیر ہو گئی ہے امی نے بہت ڈانٹنا ہے۔ ہاں یار حور تم ٹھیک کہہ رہی ہو اب ہمیں نکلنا چاہیے وہ دونوں کھانے کے دوران باتیں کر رہی تھی اتنے میں عنایہ ان کے قریب آئی اور کہنے لگی او ہو تم دونوں یہاں ہوں اور میں تمہیں وہاں ڈھونڈ رہی ہو۔

چلو تم دونوں کو بابا سے بھیا وغیرہ سے ملواتی ہو۔

ان دونوں نے کھانا ختم کیا اور کہنے لگیں عنایہ ہمیں بہت دیر ہو گئی ہے اور امی نے غصہ کرنا ہے۔ ہمیں اب چلنا ہو گا ہم پھر کبھی مل لیں گے سب سے ابھی ہمیں اجازت دو۔ وہ تینوں ابھی باتوں میں ہی مگن تھیں کہ حور کی نظر ایک لڑکے پر ٹھہر گئی۔ جس نے بلیک کلر کی قمیض شلوار، ہاتھوں میں برینڈ کی گھڑی اور پاؤں میں پشاوری چپل پہنی ہوئی تھی، جو فون پر کسی سے بات کر رہا تھا اور ساتھ غصہ بھی کر رہا تھا۔ وہ لڑکا بے حد خوبصورت تھا اور غصے میں اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا غصہ اس کی شخصیت پر جچتا بھی تھا۔

اس کو دیکھ کر حور کے دماغ میں کسی کا عکس آیا اور بے ساختہ اس کو کسی کی بہت یاد آئی۔

اچھا یار! اب ہم چلتے ہیں پھر کبھی آئیں گے اب اجازت دو اللہ حافظ۔ حناء نے عنایہ سے کہا اور حور کی طرف دیکھا جو کسی اور ہی دنیا میں گم تھی۔

حور کو دیکھ کر ہی حناء نے کہا حور میڈم اگر آپ کو اپنے خیالوں سے فرصت مل گئی ہو تو اب گھر چلیں ورنہ بقول تمہاری امی کے دیر سے آنے پر تمہیں ساری رات سڑک پر گزارنی ہو گی۔ اور اس کا الزام بعد میں تم مجھے ہی دوں گی۔ حور جو خیالوں کی دنیا میں

گھوم تھی اچانک حناء کے بولنے پر ہوش کی دنیا میں آئی اور عنایہ حناء کی طرف متوجہ ہوئی۔

ٹھیک ہے یار جیسے تمہاری مرضی اگر اتنی دیر نہ ہوئی ہوتی تو میں تم دونوں کو کبھی جانے نہیں دیتی۔ حور اور حنا نے عنایہ کو خدا حافظ اور واپسی کے لئے جلدیں۔ حور کا ذہن مسلسل اس لڑکے کے بارے میں سوچ رہا تھا اور سوچ سوچ کے اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ گھر آکر بھی وہ ساری رات سو نہ سکی اور مسلسل غصہ کرتا ہوا چہرہ اس کے ذہن میں آ رہا تھا۔ زیادہ سوچنے کی وجہ سے اس کے سر میں درد ہو رہا تھا اور وہ کوشش کے باوجود بھی سو نہیں پا رہی تھی۔ آخر کار بہت جدوجہد کے بعد نیند کی دیوی حور پر مہربان ہو گئی اور وہ نیند کی وادیوں میں چلی گئی۔

آج پرنس کا سکول میں آخری دن تھا۔ اس کے بعد اس نے گڑیا سے اور اس کے شہر سے ہمیشہ کے لئے چلے جانا تھا۔ دیکھو گڑیا میں تمہارے لئے کیا لے کر آیا ہوں؟ گڑیا اداس لہجے میں بولی : پلیز پرنس تم نہ جاؤ میں تمہیں کبھی تنگ نہیں کروں گی۔ گڑیا کی بات سن کر پرنس نے کہا گڑیا میرا جانا ضروری ہے میں یہاں نہیں رک سکتا۔ اور دیکھو

میں تمہارے لیے کتنا خوبصورت بریسلیٹ لایا ہوں۔ گڑیا وہ نفیس بریسلیٹ دیکھ کر بہت خوش ہوئی لیکن پرنس کے جانے کے خیال سے دوبارہ افسردہ ہو گئی۔

دیکھو گڑیا آج اسکول میں میرا آخری دن ہے اور میں چاہتا ہوں میرے جانے کے بعد تم اس کو ہمیشہ اپنے پاس رکھو تا کہ تم مجھے کبھی نہ بھول پاؤ۔

پرنس کی بات سن کر گڑیا رونے لگ گئی اور کہنے لگی پرنس میں تمہیں کبھی نہیں بھولوں گی۔ پرنس نے گڑیا کو چپ نہیں کروایا کیوں کہ وہ چاہتا تھا کہ گڑیا آج جی بھر کے روئے اور اپنے دل میں موجود غبار کو نکال دے۔ پرنس نے گڑیا کے ہاتھ میں بریسلیٹ پہنایا اور کافی دیر تک گڑیا کو دیکھتا رہا۔

گڑیا کافی دیر رونے کے بعد چپ ہوئی اور اپنے گلے سے چین اتار کر پرنس کو دی اور کہنے لگی یہ چین مجھے میری ماما نے میری برتھ ڈے پر دی تھی یہ میرے لیے بہت خاص ہے اور آج میں یہ تمہیں دے رہی ہوں۔ کیوں کہ تم بھی میرے بہت خاص دوست ہو۔

ٹھیک ہے گڑیا اب مجھے چلنا ہو گا شام کو ہماری فلائٹ ہے۔ اپنا بہت سارا خیال رکھنا اور میرا انتظار کرنا۔ بتاؤ کرو گی میرا انتظار؟

گڑیا نے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے زبردستی مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور کہنے لگی ہاں پرنس میں تمہارا انتظار کروں گی۔پرنس آخری دفعہ گڑیا سے ملا اور اپنے گھر چلا گیا اور گڑیا روتے ہوئے اس کو جاتا دیکھتی رہی۔

کون جانتا تھا کہ ان کی قسمت میں کیا لکھا ہے؟یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا کہ کے قسمت میں ان کا ملنا ہے یا خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

وہ سب اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر صبح کا ناشتہ کر رہے تھے جب عاصمہ بیگم سب سے مخاطب ہوئی : میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور مجھے یقین ہے آپ سب کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ارے مما کیسی باتیں کر رہی ہے آپ ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے آپ کے کسی بھی فیصلے سے ان کے بڑے بیٹے ارحان شاہ نے کہا۔

میری بچپن کی دوست ہے شمائلہ اس کی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام اریبہ ہے۔اس نے ابھی ماسٹرز مکمل کیا ہے اور ماشاءاللہ سے بہت خوبصورت اور سمجھدار بھی ہے۔میں نے اس کو اپنے ارحم کے لئے پسند کیا ہے تو بتایئے کیا خیال ہے آپ سب کا میں بات کر لو پھر شمائلہ سے؟بیگم کی بات سن کر سکندر صاحب نے کہا ارے بیگم ہمیں کیا اعتراض

ہو سکتا ہے آپ جب چاہیں بات کر لیں۔

ماں کی بات سن کر ارحم نے کہا مما میں آپ سے کتنی دفعہ کہہ چکا ہوں مجھے ابھی شادی نہیں کرنی تو آپ بار بار میری شادی کا ذکر کیوں کرتی ہیں۔

عاصمہ بیگم نے کہا : کیوں نہیں کرنی تم نے شادی۔ بھلا کیا مسئلہ ہے تم کسی اور کو پسند کرتے ہو تو ہمیں بتادو ہم تمہارا رشتہ لے کر وہاں چلے جائیں گے۔

نہیں مما ایسی بات نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو میں آپ کو ضرور بتاتا لیکن مما مجھے ابھی شادی نہیں کرنی جب کرنی ہو گی آپ کو بتادوں گا اور پلیز اب میری شادی کا ذکر نہیں کیجیے گا۔ یہ کہہ کر ارحم نے سب کو خدا حافظ کہا اور آفس جانے کے لیے اٹھا ہی تھا کہ عنایہ کہنے لگی : بھیا آپ آج مجھے یونی چھوڑ سکتے ہیں کیا؟ پلیز بھیا انکار نہیں کیجیے گا مجھے آج جلدی جانا ہے کچھ نوٹس ریڈی کرنے ہیں۔ ٹھیک ہے عنایہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا جلدی آؤ یہ کہہ کر آرام گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر کی جانب چل دیا۔ عنایہ اٹھی اور جلدی سے ارحم کے پیچھے چل دی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ارحم کو سستی سے سخت نفرت ہے۔

ارحم کے جانے کے بعد عاصمہ بیگم نے کہا : پتا نہیں اس لڑکے کا کیا بنے گا جب بھی

شادی کی بات کرو غصہ ہو جاتا ہے جب پسند کا پوچھو تو آگے سے کہتا ہے ایسا کچھ نہیں ہے اور اگر ایسا کچھ ہو گا تو ضرور بتاؤں گا۔

ارے بیگم آپ غصہ ختم کر دیجئے اور مجھے بھی آفس جانے کے لیے اجازت دیجئے۔ سکندر صاحب نے غصے میں بیٹھی اپنی بیگم سے کہا اور آفس جانے کے لیے چل دیئے۔

حور اور حنا ابھی یونی کے گیٹ پر پہنچی ہی تھی کہ انہیں ایک سفید رنگ کی بڑی سی کار میں عنایہ ایک خوبصورت لڑکے کے ساتھ آتی دکھائی دی۔ وہ دونوں عنایہ کے انتظار میں یونی کے گیٹ کے پاس ہی کھڑی ہو گئی۔ گاڑی جب ان دونوں کے پاس آکر رکی تو حور نے غور کیا یہ تو وہی لڑکا ہے جسے اس نے اس دن پارٹی میں دیکھا تھا۔ عنایہ نے ان دونوں کے قریب آکر سلام کیا اور کہنے لگے ان سے ملو یہ ہیں میرے بھیا ارحم۔ اور پھر ارحم سے کہنے لگی بھیا یہ ہے میری بیسٹ فرینڈز ہیں حنا اور حور۔

حور کا نام سن کر ارحم چونکا اور اس کے ذہن کے پردوں پر کسی کا عکس آیا۔ یہی حال حور کا تھا وہ بھی ارحم کا نام سن کر چونکی۔ پہلی بار جب حور نے ارحم کو دیکھا تھا تو اسے محسوس

ہوا جیسے وہ اس شخص کو بہت عرصے سے جانتی ہے، لیکن اپنا وہم سمجھ کر اس بات کو جھٹک دیا تھا۔ آج اس شخص کا نام سن کر اس کے دل و دماغ کی کیفیت عجیب ہو گئی تھی اور یہی حال ارحم کا تھا۔

آپ دونوں سے مل کر بہت اچھا لگا عنایہ سے بہت ذکر سنا ہے آپ لوگوں کا۔ ارحم نے ان دونوں سے کہا اور عنایہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اچھا عنایہ اب میں چلتا ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے خدا حافظ۔ واپسی پر تمہیں فضل بابا لے لیں گے اوکے۔ جی ٹھیک ہے بھیا خدا حافظ خیریت سے جائیں آپ۔ ارحم کے جانے کے بعد وہ تینوں یونیورسٹی کے اندر داخل ہو گئی۔

ارحم جب سے آفس آیا تھا اس کا دھیان بالکل بھی کام میں نہیں لگ رہا تھا۔ بار بار دماغ اس لڑکی کی طرف جا رہا تھا۔ ہر بار اپنی سوچوں کو جھٹک کر وہ کام کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن ناکام ہو جاتا۔ آخر کار تھک ہار کر اس نے اپنا کام بند کیا اور انٹر کام پر فون کر کے اپنے لئے کافی منگوائی۔ کافی کا آرڈر دینے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے آفس میں موجود بڑی سی شیشے کی کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور باہر کی طرف دیکھنا

شروع کر دیا۔اور پھر سے حور کے بارے میں سوچنے لگ گیا۔

ضروری تو نہیں ہے یہ وہی حور ہو۔دنیا میں ایک ہی نام کی ہزاروں لڑکیاں ہوتی ہیں۔ اب اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ہر لڑکی میری گڑیا ہی ہو۔اگر وہ میری گڑیا نہیں ہے تو مجھے اسے دیکھ کر ایسا احساس کیوں ہوا کہ یہ میری گڑیا ہے۔ہو سکتا ہے یہ سب میرا وہم ہو میں آج کل اس کے بارے میں کچھ زیادہ ہی سوچ رہا ہوں۔ خیر جو بھی سچ ہے میں پتہ کروالوں گا۔ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھا کے اس کے آفس کے دروازے پر دستک ہوئی۔دروازے پر ہونے والی دستک سے اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔ایک نوجوان لڑکا اس کے لیے کافی لے کر آیا سر یہ آپ کی کافی۔

ٹھیک ہے یہ کافی یہاں رکھ دو۔لڑکا میں میز پر کافی رکھ کر چلا گیا۔ارحم نے کافی کا کپ اٹھایا اور ایک سپ لے کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔اور کسی کو کال ملانے لگا۔کچھ دیر رنگ کرنے کے بعد دوسری طرف سے کال اٹھالی گئی اور سلام کیا گیا۔وعلیکم السلام اکبر میری بات سنو۔میں تمہیں ایک تصویر اور تصویر میں موجود انسان کا نام بھیجوں گا مجھے کل تک اس کے بارے میں تمام معلومات چاہیے سمجھ گئے تم۔

جی ٹھیک ہے سر جیسا آپ کا حکم۔ ٹھیک ہے میں اب کام کرنے لگا ہوں تمہیں کچھ دیر

تک تصویر اور نام بھیجتا ہوں اور ہاں مجھے کسی بھی قسم کی کوتاہی نہیں چاہیے سمجھ گئے نہ تم۔جی سر میں سمجھ گیا ہوں آپ بے فکر ہو جائیں۔ٹھیک ہے خدا حافظ۔ارحم نے فون بند ہونے کے بعد حور کی تصویر اور نام اس بندے کو بھیج دیا۔ارحم نے حور کی تصویر عنایہ کی واٹس ایپ ڈی پی سے لی تھی جس میں عنایہ حور اور حناء مسکرا رہی تھی۔

حور جب سے گھر آئی تھی مسلسل اس کا ذہن ارحم کے بارے میں سوچے جا رہا تھا۔ ارحم کی طرح حور بھی وہی سب باتیں سوچ رہی تھی۔حور کی سوچوں کا تسلسل اس کی امی کی آواز نے توڑا جو حور کو دیکھ کر کہہ رہی تھی بیٹا تم آج جلدی گھر آ گئی ہو۔تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟جی امی بس میرے سر میں درد ہو رہا تھا اس لیے جلدی آ گئی۔

اچھا بیٹا جا کر فریش ہو جاؤ اور تھوڑی دیر آرام کر لو۔اور ہاں شام کو گھر پر کچھ مہمان آ رہے ہیں تو آرام کے بعد کیچن میں میری مدد کروا لے آ جانا ٹھیک ہے۔جی ٹھیک ہے امی ویسے کون سے مہمان آ رہے ہیں؟

بیٹا وہ ہانیہ کو دیکھنے کچھ لوگ آ رہے ہیں۔بس ان کے لیے کھانے کا اہتمام کرنا ہے۔ ارے امی کھانا بنانے کی کیا ضرورت ہے ریفریشمنٹ کر لیجئے گا۔بیٹا ریفریشمنٹ مناسب

نہیں لگے گی کھانے کی بات الگ ہوتی ہے۔او ہو امی آپ ایسے کہہ رہی ہیں جیسے آپی کا رشتہ پکا ہو گیا ہوں۔جب رشتہ پکا ہو جائے گا تب یہ اہتمام کر لیجئے گا۔

حور بیٹا رشتہ ہو نا نہ ہو نا یہ سب نصیب کے کھیل ہیں۔یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ کس کا نصیب کہاں جڑا ہوا ہے۔ضروری نہیں ہے کہ رشتہ پکا ہونے کی صورت میں ہی کھانا کھلایا جائے۔بیٹا مہمان اپنا نصیب خود لے کر آتا ہے۔ہم انسانوں کی کیا حیثیت کسی کو کچھ کھلا سکیں۔خدا اپنے بندوں کو خود ہی وہاں بھیج دیتا ہے جہاں اس کے نصیب کا رزق موجود ہوتا ہے۔لوگوں تک ان کے نصیب کا رزق پہنچانے کے لیے ہم تو بس ایک ذریعہ ہی ہوتے ہیں۔آئی بات سمجھ میں یا نہیں؟

جی میری پیاری امی مجھے آپ کی سب باتیں سمجھ آ رہی ہے بس میں فریش ہو کر آتی ہوں۔

ٹھیک ہے بیٹا جلدی آنا اور بہن کو بھی دیکھ لینا وہ آج آفس سے جلدی آ گئی ہے اس کی بھی مدد کر دینا۔

ہانیہ آفس میں جاب کرتی تھی جس سے وہ گھر کا خرچ چلانے میں ماں کی مدد کرتی تھی۔

جی ٹھیک ہے میں آپی کی مدد بھی کر دوں گی اور آپ کی بھی مدد کروا دوں گی اور کوئی حکم ؟ خیر تو ہے آج تم ہر بات آرام اور سکون سے کیسے مان رہی ہو طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری ؟ ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔جی امی میری طبیعت ٹھیک ہے میں نے سوچا کیوں نہ آج میں آپ کی فرماں بردار اچھی بیٹی بن جاؤ۔

اللہ خیر کرے تم سے اچھے ہونے کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔ کیوں کہ بیٹا میں تمہاری ماں ہوں اور اچھے سے جانتی ہوں کہ کچن کے کاموں سے تمہاری کتنی جان جاتی ہے۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔امی ایسی بات نہیں ہے وہ کیا ہے نہ آپ اور آپی ہوتی ہیں بس اس لیے ایسا کرتی ہو۔ یہ کہہ کر حور فریش ہونے چلی گئی اور رخسانہ بیگم اپنی لاڈلی اور شرارتی بیٹی کے اس انقلاب پر بہت حیران تھی۔

حور نے فریش ہو کر کچھ دیر آرام کیا ہانیہ کی تیار ہونے میں مدد کی اور پھر اپنی امی کی کچن میں مدد کرانے آگئی۔

ہانیہ نے بے بی پنک کلر کی قمیض جس پر سفید موتیوں کا کام ہو رہا تھا ساتھ سفید رنگ کا ٹراوزر اور پنک کلر کا دوپٹہ سر پر سلیقے سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ہانیہ سادگی میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ہانیہ کو دیکھ کر حور نے کہا ارے واہ بھئی آپی آپ تو بہت

پیاری لگ رہی ہیں۔ لگتا ہے سسرال والوں کا آپ پر دل ہی آجائے گا آج۔ حور کی امی نے کہا حور تم مار کھاؤ گی مجھ سے اب بہن کو تنگ کیا تو۔ ہاہاہاہا امی میری ایک ہی تو بہن ہے اس کو تنگ نہیں کروں گی تو پھر کس کو کروں گی۔ ہانیہ کا رشتہ ایک امیر اور اچھے گھرانے سے آیا تھا۔ ان لوگوں کو ہانیہ پہلی ہی نظر میں پسند آگئی اور رشتہ پکا ہو گیا۔ اور ساتھ ہی دو ماہ کے بعد شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی تھی۔

وہ آفس سے شام کو جلد ہی گھر آگیا تھا۔ اس کو جلدی گھر آتا دیکھ اس کی امی نے کہا؛ ارحم بیٹا آج تم جلدی گھر آگئے۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ عاصمہ بیگم نے فکر مندی سے بیٹے کی طرف دیکھ کر کہا کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ ان کا بیٹا اپنے کام کے معاملے میں بہت سنجیدہ رہتا ہے اور بغیر کسی بڑی وجہ کے وہ جلدی گھر نہیں آتا۔ جی امی سب ٹھیک ہے بس سر میں درد ہو رہا تھا اس لیے جلدی آگیا ہوں۔ بیٹا تمہیں بہت زیادہ درد تو نہیں ہو رہا کیوں کہ میں جانتی ہوں معمولی سے سر درد کی وجہ سے تم اپنا کام چھوڑ کر جلدی گھر نہیں آتے۔ نہیں مما ایسی بات نہیں ہے آج زیادہ کام بھی نہیں تھا۔ آپ بس ایسا کیجیے ایک کپ اپنے پیارے ہاتھوں کی بنی ہوئی چائے بنا دیجیے اور میرے روم میں بھجوا

دیجئے گا۔تب تک میں فریش ہو جاتا ہوں۔چائے پی کر تھوڑی دیر آرام کروں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا آپ فکر نہ کیجیے۔ٹھیک ہے بیٹا پین کلر بھی کھا لینا تم۔جاؤ شاباش میرا بچہ جا کر فریش ہو جاؤ میں ابھی تمہارے لئے چائے بجھواتی ہوں۔عاصمہ بیگم نے پیار سے اپنے بیٹے کے چہرے کو ہاتھوں میں لیا اور اس کے ماتھے پر بوسہ لیا۔

ارحم روم میں آتے ہیں فریش ہونے چلا گیا۔جب وہ فریش ہو کر باہر نکلا تو ملازم اس کے لئے چائے لے کر آ چکا تھا۔ارحم نے اس کو چائے رکھنے کا اشارہ کیا۔ملازم نے چائے رکھی اور وہ کمرے سے چلا گیا۔ارحم نے چائے کا ایک سپ لیا اور پھر سے حور کے بارے میں سوچنے لگا۔اور خیالوں میں حور سے مخاطب ہونے لگا؛تم میری گڑیا ہو یا نہیں یہ تو میں پتا لگا کر ہی رہوں گا بس ایک دن کی بات اور ہے پھر مجھے پتہ چل جائے گا کہ تم میری گڑیا ہو یا نہیں۔انہی سوچوں میں گم وہ پوری چائے ختم کر گیا۔اور آرام کرنے کی غرض سے اپنے جہازی سائز بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔اور آنکھیں موند لیں اور ماضی کی سوچوں میں گم ہو گیا۔

اگلے دن یونی میں حور نے حناء اور عنایہ کو اپنی بہن ہانیہ کے رشتے کے بارے میں بتایا اور ساتھ یہ بھی بتایا کہ دو مہینے بعد شادی ہے۔

حور کی بات سن کر حنا نے چہک کر کہا: ارے واہ حور یہ تو تم نے بہت اچھی خبر سنائی ہے۔ چلو اچھی بات ہے تب تک ہم بھی اگزیمز سے فارغ ہو جائیں گیں اور ہانیہ آپی کی شادی اچھے سے انجوائے کریں گے۔ عنایہ میڈم میں آپ کو بھی کہہ رہی ہو آپ نے ہر فنکشن پر لازمی آنا ہے اور میں کسی قسم کا بہانہ نہیں سنو گی۔ یار حوریہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے بھلا، ہانیہ آپی میری بھی بڑی بہن ہے اور اپنی بہن کی شادی کے ہر فنکشن میں لازمی آؤں گی اور تم فکر نہ کرو تم لوگوں کے ساتھ مل کر تیاری بھی کرواؤں گی۔

ہاں اگر تمہاری شادی ہوتی تو میں سوچتی کے آنا چاہیے یا نہیں۔ حور جو عنایہ کی بات سن رہی تھی آخری بات سن کر غصے سے عنایہ کی طرف دیکھا اور کہنے لگی ہاں ٹھیک ہے نہیں آنا میری شادی پہ اور میں تمہیں بلاؤں گی بھی نہیں ہنہ۔۔۔

حور کی بات سن کر عنایہ زور زور سے ہنسنے لگی اور کہنے لگی ٹھیک ہے تم نہ بلانا میں لڑکے والوں کی طرف سے آجاؤں گی ہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔

بعض دفعہ بے دھیانی میں بولی جانے والی باتیں بھی سچ ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کہتے ہیں انسان کو جب بھی کچھ بولنا ہو سوچ سمجھ کر بولنا چاہیے۔ کیوں کہ کونسا وقت قبولیت کا ہے کسی کو بھی معلوم نہیں ہوتا۔

اچھا اب تم دونوں بس کرو اور اٹھو لیکچر کا وقت ہو رہا ہے۔ایسا نہ ہو کہ سر کلاس سے باہر نکال دیں اور آج کا دن ضائع ہو جائے تم دونوں کو تو پتہ ہے آج سر احمر کل لیکچر ہے اور ان کی کلاس اٹینڈ نہ کرنے کا مطلب ہے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پیر پر کلہاڑی مارنا۔حناء کی بات سن کر وہ دونوں جھٹ سے کھڑی ہوئیں اور تینوں کلاس لینے کے لئے چلی گئیں۔

وہ آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کوئی کام کر رہا تھا کے اچانک اس کے موبائل کی گھنٹی بجنے لگی۔کال کرنے والے کا نام دیکھ کر اس نے جھٹ سے کال اٹھالی۔

دوسری جانب سے سلام کیا گیا۔سلام کا جواب دینے کے بعد وہ مقابل کی بات توجہ سے سننے لگا۔

سر جس لڑکی کی تصویر آپ نے بھیجی تھی ان کا نام حور سلیمان ہے۔ان کے والد کا انتقال بہت پہلے ہی ہو چکا ہے۔وہ اپنی والدہ اور بڑی بہن کے ساتھ رہتی ہیں۔انکی بڑی بہن ایک آفس میں جاب کرتی ہیں اور ایسی بہت سی معلومات مقابل شخص نے ارحم کو دی جس کو سن کر ارحم کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ٹھیک ہے اکبر ! تم نے بہت اچھا

کام کیا ہے۔ گڈ جاب۔ ارے سر یہ آپ کا حکم تھا اور آپ کا حکم میرے لئے سب کاموں سے بڑھ کر ہے۔ ویلڈن اکبر ! چلو ٹھیک ہے اکبر پھر بات ہو گی ابھی میں کام کر رہا ہوں خدا حافظ۔ جی ٹھیک ہے سر خدا حافظ۔

اکبر کی طرف سے دی جانے والی معلومات سے ارحم کو کنفرم ہو گیا تھا کہ وہ لڑکی ہی اس کی گڑیا ہے اس کی حور ہے۔ جس کو وہ بہت سالوں سے تلاش کر رہا تھا اور آج اس کی تلاش ختم ہو گئی تھی۔ آج ارحم بہت پر سکون اور خوش تھا۔

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر ہی جاتا ہے۔ پھر چاہے وہ کسی کے لیے اچھا ہو یا برا لیکن گزر جاتا ہے۔

حور حناء اور عنایہ کے ایگزامز ختم ہو چکے تھے۔ اور اب وہ ہانیہ کی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئیں تھیں۔

آج ہانیہ کی مہندی کا فنکشن تھا۔ جس میں عنایہ کی پوری فیملی بھی انوائٹ تھی۔ تینوں سہیلیوں نے آج لہنگے پہنے ہوئے تھے۔ حناء نے گولڈن رنگ کا لہنگا، شاکنگ پنک

کرتی اور ملٹی رنگ کا دوپٹہ پہنا ہوا تھا۔ ماتھے پر بڑا سا ٹیکا لگایا ہوا تھا اور بالوں کی فرینچ چٹیا کی ہوئی تھی۔ جس میں وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔

عنایہ نے ڈارک گرین رنگ کا لہنگا، اورنج رنگ کی کرتی اور پیلے رنگ کا نیٹ کا ڈوپٹہ پہنا ہوا تھا۔ عنایہ نے بھی بالوں کی فرنچ چٹیا کی ہوئی تھی اور ماتھے پر ٹیکا لگایا ہوا تھا۔ جس میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

حور نے اورنج رنگ کا لہنگا، گرین رنگ کی کرتی اور ملٹی رنگ کا دوپٹہ پہنا ہوا تھا جس کے کناروں پر گوٹے اور موتیوں کا کام ہو رہا تھا۔ ایک ہاتھ میں چوڑیاں اور دوسرے ہاتھ میں گجرے تھے۔ ماتھے پر بڑا سا ٹیکا اور آنکھوں میں گہرا کاجل لگایا ہوا تھا۔ وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

ارحم بھی ہانیہ کی مہندی کے فنکشن میں آیا ہوا تھا۔ اس نے سفید قمیض شلوار پہنی ہوئی تھی اور گلے میں پیلے رنگ کا پٹکا ڈالا ہوا تھا۔ وہاں تقریباً ہر لڑکے کی ایسی ہی ڈریسنگ تھی۔

ارحم کی نظر جیسے ہی حور پر پڑی تو پلٹنا ہی بھول گیا۔ حور اسٹیج پر بیٹھی ہوئی حناء اور عنایہ کے ساتھ تصویریں بنا رہی تھی اور حنا کی کسی بات پر منہ پہ ہاتھ رکھ کر ہنس رہی تھی۔

حور ہنستی ہوئی سیدھا ارحم کے دل میں اتر رہی تھی۔پورے فنکشن میں حور ارحم کی نظر کے حصار میں ہی رہی۔حور کو کسی کی نظروں کی تپش خود پر محسوس ہوئی تو اس نے ارد گرد نظر دوڑا کر دیکھا لیکن اسے وہاں ایسا کوئی بھی شخص نظر نہیں آیا جو اسے دیکھ رہا ہوں۔

جیسے ہی حور ادھر ادھر دیکھتی ارحم اپنی نظروں کا زاویہ بدل دیتا اور اپنے موبائل میں مصروف ہو جاتا۔

حور کو محسوس ہوا جیسے ارحم اس کو ہی دیکھ رہا ہے۔لیکن حور کے دیکھنے پر ارحم ایسا تاثر دیتا تھا جیسے وہ فنکشن انجوائے کر رہا ہو یا پھر کسی سے بات کر رہا ہوں۔

اگلے دن برات پر ہانیہ نے ڈیپ ریڈ رنگ کا لہنگا ہوا تھا۔جس پر گولڈن کام ہو رہا تھا۔ برائیڈل میک اپ میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ہانیہ اسٹیج پر بیٹھی پرستان سے آئی ہوئی کوئی پری لگ رہی تھی۔

حور نے ڈارک ریڈ رنگ کی میکسی پہنی ہوئی تھی۔لمبے بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا اور آگے

سے کچھ لٹیں کرل کر کے چھوڑی ہوئی تھیں۔ایک ہاتھ میں چوڑیاں اور دوسرے ہاتھ میں ارحم کا بچپن میں دیا گیا بریسلیٹ پہنا ہوا تھا۔پتا نہیں کیوں بس آج حور کا دل کیا تو اس نے یہ بریسلیٹ پہن لیا۔کانوں میں سلور نگ کی بالیاں پہنی ہوئی تھیں۔اور یہ کہنا بالکل ٹھیک ہو گا کہ وہ کوئی اپسراء لگ رہی تھی۔ارحم نے حور کو دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔بارات کے پورے فنکشن میں ارحم نے ایک منٹ کے لئے بھی حور کو خود کی نظروں سے دور نہیں ہونے دیا۔ہانیہ کی شادی خیریت سے ہو گئی تھی۔ہانیہ کی شادی کے بعد حور پھر سے پڑھائی میں مگن ہو گی۔اور ارحم اپنے آفس کے کاموں میں مصروف ہو گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دن گرتے گئے اور ارحم کی دوبارہ حور سے ملاقات نہیں ہو پائی تھی۔ارحم نے کافی بار حور کے لیے گھر میں بات کرنے کا سوچا مگر ہر دفعہ رک جاتا تھا۔ایسا نہیں تھا کہ وہ ڈرتا تھا بلکہ وہ چاہتا تھا کہ پہلے ایک بار حور سے بات کر لے۔لیکن ہر بار حور سے بات کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیتا تھا۔وہ کسی خاص موقع کی تلاش میں تھا۔

اور بہت جلد اس کو یہ موقع ملنے والا تھا۔اور وہ موقع حور کی سالگرہ تھی۔جو کہ ایک

ہفتے بعد تھی۔ارحم حور کی سالگرہ پر ہی اس کو سرپرائز دینا چاہتا تھا کے وہی اس کا پرنس ہے۔ لیکن شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا اور حور کی سالگرہ سے دو دن پہلے ہی اس کو آفس کے کام کے سلسلے میں ملک سے باہر جانا پڑ گیا۔ارحم جانا تو نہیں چاہتا تھا لیکن مجبوراً جانا پڑا کیونکہ اسکے کچھ امپورٹنٹ پروجیکٹس تھے جس میں ارحم کی شمولیت ضروری تھی۔ارحم کو دو ہفتوں کے لیے جانا تھا وہ حور کی سالگرہ کے بعد جانا چاہتا تھا لیکن کچھ وجوہات کی بناہ پر اسکو جلدی جانا پڑا۔وہ واپس آکر حور سے بات کرنے کے ارادے سے چلا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حور یونی سے آکر فریش ہونے چلی گئی اور واپس آکر اپنی امی کی مدد کروانے کے لیے کچن میں چلی گئی۔ہانیہ کی شادی کے بعد حور گھر کے کاموں میں اپنی امی کی بہت مدد کرتی تھی۔وہ لاکھ شوخ چنچل ہی سہی لیکن بہت احساس کرنے والی لڑکی تھی۔حور بیٹا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔جی امی بولیں۔آپ کو کب سے مجھ سے بات کرنے کے لیے اجازت لینے کی ضرورت پڑ گئی ہے۔

ایسی بات نہیں ہے بیٹا بس بہت دنوں سے سوچ رہی تھی کہ تم سے بات کروں لیکن

موقع ہی نہیں ملا کبھی تم مصروف ہوتی ہو تو کبھی میں بس اس لیے ہی بات نہیں کر سکی۔ رخسانہ بیگم نے سالن کے لیے پیاز کاٹتے ہوئے کہا۔

جی جی امی بولیں کیا بات کرنی ہے آپ نے۔ حور نے آٹا گوندھنے کے لیے آٹا نکالا اور ساتھ ساتھ ماں کی باتوں کا جواب بھی دے رہی تھی۔

وہ بیٹا ہانیہ کی نند کے سسرال سے تمہارے لیے رشتہ آیا ہے۔ اسکی نند کے دیور نے تمہیں شادی میں پسند کیا تھا۔ بیٹا لڑکا بہت اچھا، سلجھا ہوا سمجھدار ہے اور اسکی جاب بھی اچھی ہے۔ ماں کی بات سن کر حور کا آٹا گوندھتا ہوا ہاتھ رک گیا اور کسی کا عکس اسکے ذہن کے پردوں پر نمودار ہوا۔

حور کو سوچوں میں گم دیکھ کر اس کی امی نے اس کو کندھوں سے ہلایا اور کہا کہ وہ کہاں گم ہو گئی ہو۔ حور جو سوچوں میں گم تھی ماں کے کندھا ہلانے پر ہوش میں آئی اور بمشکل ہی بول پائی کہ امی مجھے ابھی شادی نہیں کرنی میں اپنی سٹڈی مکمل کرنا چاہتی ہوں۔ بیٹا میں کون سا ابھی شادی کر رہی ہو۔ ابھی بس منگنی ہو گی۔ شادی تمہاری پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہی ہو گی۔ اور بیٹا آگے نصیب کی بات ہے کہ اللہ نے نصیب میں کیا لکھا ہے۔ پھر ہم کس بنیاد پر اتنے اچھے رشتے سے انکار کریں۔

بس میں آج ہی ہانیہ کو فون کر کے ہاں کر دوں گی۔بیٹا میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب ختم ہو جائے۔میں تمہیں اپنی زندگی میں ہی دلہن کے روپ میں دیکھنا چاہتی ہوں۔خیریت سے تمہیں تمہارے گھر کا کر دو گی تو سکون سے مر سکوں گی۔

ماں کی بات سن کر حور نے کہا:او ہو امی کیا ہو گیا ہے آپ کو ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں۔اللہ نہ کرے آپ کو کچھ ہو۔اللہ آپ کو صحت والی لمبی زندگی عطا کرے آمین۔ اور نہ چاہتے ہوئے بھی حور کو ماں کی بات ماننی پڑی اور اس رشتے کے لیے ہاں کر دی۔ دل نے کہا انکار کر دو مگر دماغ نے کہا کہ یہ ماں کا فیصلہ ہے۔اور ایک ماں کبھی بھی اپنے بچوں کے لئے کوئی غلط فیصلہ نہیں کرتی۔حور کھانا بنا کر فارغ ہوئی اور اپنے کمرے میں آرام کرنے کی غرض سے آ گئی۔کمرے میں آکر اس نے الماری سے پرنس کا دیا ہوا بریسلیٹ نکالا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

پرنس تم کہاں ہو کیوں مجھے چھوڑ کے چلے گئے؟دیکھو تمہارے گڑیا آج کتنی بے بس ہے۔تم کہتے تھے کہ تمہاری گڑیا روتی ہوئی بالکل اچھی نہیں لگتی اور دیکھو آج تمہاری گڑیا رو رہی ہے اور تم چپ کروانے کے لیے بھی موجود نہیں ہوں۔وہ روتی جا رہی تھی اور خیالوں میں پرنس سے باتیں بھی کر رہی تھی۔

جب ہی اس کے کانوں میں عصر کی اذان کی آواز آئی۔اس نے فوراً اپنے آنسو صاف کیے ،وضو کیا اور جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگی۔ نماز سے فارغ ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور رو رو کر اپنے رب کے حضور سے دعا مانگنے لگی۔

یا اللہ میں نہیں جانتی میرے حق میں کیا بہتر ہے اور کیا نہیں۔بس میرے مالک میں تیری رضا میں راضی ہوں۔جو میرے حق میں بہتر ہے مجھے عطا کر۔اور جو میرے حق میں بہتر نہیں ہے مجھے اس سے دور کر۔

اللہ کے سامنے دعا کرنے کے بعد وہ خود کو بہت ہلکا محسوس کر رہی تھی۔

سچ کہتے ہیں جس طرح ایک چھوٹا بچہ تکلیف میں اپنی ماں کو یاد کرتا ہے۔اس ہی طرح انسان بے بسی کی حالت میں اپنے خدا کو یاد کرتا ہے۔شدید دکھ تکلیف میں انسان کو سوائے خدا اور ماں کے کوئی بھی یاد نہیں آتا۔بندہ اپنے رب کو اپنے دل کا حال بیان کر رہا ہوتا ہے۔اور وہ رب سب کچھ جاننے کے باوجود بھی بہت پیار سے اپنے بندے کو سنتا ہے۔اللہ کو اپنا بندہ اس حالت میں بہت پیارا لگتا ہے۔اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ بندہ اپنے رب سے رو کر کچھ مانگے اور وہ اس کو عطا نہ کرے۔

اللہ تعالی سے کوئی بھی چیز سچے دل سے مانگی جائے وہ لازمی عطا کرتا ہے بشرطیکہ اس

کے پیچھے مقصد اور نیت دونوں صاف ہو۔

اگلے دن وہ تینوں لیکچر اٹینڈ کرنے کے بعد گراؤنڈ میں آکر بیٹھی ہی تھیں کے حور نے ان دونوں کو اپنے پرپوزل کے بارے میں بتایا۔ حور کی بات سن کر حناء بے چہک کر کہا ارے واہ حور یہ تو تم نے بڑی دھماکے دار خبر سنی ہے۔ سچی مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا ہے کہ تم جیسی شیطان کی نانی سے بھی کوئی شادی کر رہا ہے۔ مجھے تو اس بیچارے پر ہی ترس آرہا ہے ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔

حنا کی بچی میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔ تم بہت ہی بد تمیز ہو۔ میں شیطان کی نانی ہوں اور تم شیطان کی ماں ہوں ہنہ۔۔

عنایہ نے دونوں کو ٹوکا اور کہنے لگی: اوہو اب تم دونوں لڑنے نہ لگ جانا۔ اور حور یہ تم نے بہت اچھی خبر سنائی ہے اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے آمین۔

پھر حناء اور عنایہ نے حور کو گلے لگایا اور بہت ساری دعائیں دیں۔ پہلے تو حور مسکرائی لیکن کچھ دیر بعد ہی غمزدہ ہو گی اور کہنے لگی یار میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ میں پڑھنا چاہتی ہوں اور امی کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ میرے بعد امی بالکل اکیلی ہو جائیں گیں۔

حور کی بات سن کر حناء نے کہا : ارے حور ایسا کیوں سوچتی ہو۔ جو ہوتا ہے اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور تم جانتی ہو نا کہ خدا اپنے بندوں سے کتنی محبت کرتا ہے کبھی بھی اپنے بندوں کے ساتھ کچھ غلط نہیں کرتا۔ تم فکر نہ کرو اور سب کچھ اللہ تعالی پر چھوڑ دو۔ انشاءاللہ اللہ تعالی سب بہتر کرے گا۔ ہاں حور پریشان نہ ہو نا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ ابھی وہ تینوں باتیں کر رہی تھیں کہ ان کی کلاس کی ایک اسٹوڈنٹ نے انہیں سر احمر کی پریکٹیکل کلاس کے بارے میں بتایا جو وہ کے تین گھنٹے سے پہلے ختم نہیں ہونی تھی۔ پریکٹیکل کی کلاس کا سنتے ہیں تینوں کا موڈ خراب ہو گیا۔ اور نہ چاہتے ہوئے بھی تینوں لیکچر لینے چل دیں۔ کیوں کہ کلاس نا لینے کا مطلب خود کو موت کے حوالے کرنا تھا۔

آج ارحم نے کافی دنوں کے بعد اپنے گھر والوں کو ویڈیو کال کی تھی۔ ارحم اپنی مما سے بات کر رہا تھا۔

بیٹا تم کب واپس آؤ گے۔ تمہاری بہت یاد آتی ہے جلدی سے کام پورا کرو اور واپس آ جاؤ۔ ارحم کی مما نہ چاہتے ہوئے بھی رنجیدہ ہو گئی۔ آخر وہ اپنی اس اولاد سے محبت بھی

زیادہ کرتی تھی۔

مما آپ فکر نہ کریں انشاءاللہ پانچ دن کے بعد آپ کے پاس موجود ہو گا۔ابھی وہ دونوں ماں بیٹے باتیں کر ہی رہے تھے کہ عنایہ آگئی۔اور سلام دعا کے بعد بھائی سے فرمائیشیں شروع کر دی۔

اللہ عنایہ بس بھی کر دو کتنی لمبی لسٹ تیار کی ہوئی ہے تم نے کچھ تو خدا کا خوف کرو لڑکی۔ارحم نے عنایہ کی فرمائش سن کر بظاہر سنجیدگی سے کہا لیکن وہ دل سے بہت خوش ہوتا تھا۔کیوں کہ اسے اپنی اکلوتی بہن کے لاڈ اٹھانا اچھا لگتا تھا۔

بھائی کی بات سن کر عنایہ نے غصے سے منہ پھلا لیا اور کہنے لگی بھیا میں اپنے لیے تھوڑی نہ منگوا رہی ہو بلکہ میں تو اپنی فرینڈز کے لیے گفٹس منگوا رہی ہو۔عنایہ کی بات سن کر ارحم نے کہا :لو بھئی اپنے ساتھ ساتھ دوستوں کے لیے بھی فرمائشیں شروع کر دی تم نے کیا کہنے تمہارے۔ٹھیک ہے رہنے دیں کچھ نہ لائیں آپ میں یہی سے لے لوں گی سب ہنہ۔۔۔۔

عنایہ کا غصے سے پھولا ہوا چہرہ دیکھ کر ارحم کو ہنسی آگئی اور وہ کہنے لگا :ارے میری پیاری بہنا میں تو بس مذاق کر رہا تھا تم بس حکم کرو تمہارا بھائی حاضر ہے۔

بھائی کی بات سن کر عنایہ نے چہک کر کہا میں جانتی ہوں میرا بھائی دنیا کا سب سے اچھا بھائی ہے۔اچھا تو پھر سنیں: میری جو فرینڈ حناء ہے نا اس کے لیے اچھی سی گھڑی اور پرفیومز لانے ہیں جبکہ حور کے لیے گھڑی، پرفیومز، خوبصورت سا فیری ٹیل ڈریس، ایک گولڈ کی رنگ لے کر آنی ہے۔عنایہ کی لسٹ سن کر ارحم نے ہنستے ہوئے کہا: عنایہ تمہیں اپنی ایک دوست سے زیادہ محبت ہے اور ایک سے کم۔ کیوں کے ایک دوست کے لئے تم نے صرف دو چیزیں منگوائی ہیں جبکہ دوسری کے لئے زیادہ منگوائی ہیں

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہو بھیا ایسی بات نہیں ہے مجھے دونوں سے ہی برابر محبت ہے۔وہ کیا ہے نہ تین دن کے بعد حور کی انگیجمنٹ ہے۔بس اس لیے ہی اس کے لئے زیادہ گفٹس منگوائیں ہیں۔

ارحم جو مسکرا کر عنایہ کی بات سن رہا تھا۔حور کی انگیجمنٹ کی خبر سن کر اسکو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔عنایہ اور بھی بہت کچھ بول رہی تھی لیکن ارحم کو کچھ سنائی نہیں دیا کیوں کے اس کا دماغ ایک ہی بات پر اٹک گیا تھا کہ حور کی منگنی ہو رہی ہے۔اس کی حور اس کی گڑیا کے ہاتھ میں کسی اور کے نام کی انگوٹھی پہنائی جائے گی یہ سوچ کر ہی ارحم کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ارحم نے کام کا بہانہ بنا کر جلدی سے کال بند کی اور اپنا سر

ہاتھوں میں تھام کر بیٹھ گیا۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں حور کو کسی اور کا ہونے نہیں دوں گا۔ نہیں میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔اس نے غصے میں چیزیں اٹھا کر زمین پر پھینکنا شروع کر دیں۔اس نے اپنا کام جلدی پورا کرنے کا ارادہ کیا تا کہ حور کی منگنی سے پہلے پاکستان پہنچ جائے۔

آج حور کے گھر میں افراتفری کا عالم تھا۔کیوں کہ آج حور کی منگنی تھی اور اس کے ہاتھ میں کسی اور کے نام کی انگوٹھی پہنائے جانے والی تھی۔حناء اور عنایہ صبح جلدی ہی اس کے گھر پہنچ گئیں تھیں۔

حور بظاہر تو خوش تھی لیکن اس کا دن مسلسل پریشان تھا۔اسے شاید آنے والے طوفان کا الہام ہو رہا تھا۔وہ طوفان جس سے حور ارحم اور ان دونوں کے گھر والے بالکل انجان تھے۔حور کا دل عجیب وسوسوں میں گھرا ہوا تھا۔اس نے تمام خیالات کو جھٹک دیا اور خود کو ریلکس کرنے کے لئے فنکشن کی تیاریوں میں مصروف ہو گئی اس بات سے انجان کے آج کی شام اس کی زندگی بدلنے والی ہے۔

حور کو بیو ٹیشن گھر پر ہی تیار کرنے آئی تھی۔اس نے لائٹ پیچ رنگ کی میکسی پہنی ہوئی تھی۔جس کے گلے اور دامن پر گولڈن موتیوں کا کام ہو رہا تھا۔لمبے سلکی بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا تھا اور دائیں بائیں طرف سے آدھے بال اگے کیے ہوئے تھے جب کہ سامنے سے کچھ لٹیں کرل کر کے چھوڑی ہوئی تھیں۔ہونٹوں پر لائٹ پنک کلر کی لپ اسٹک،آنکھوں میں گہرا کاجل آنکھوں میں گہرا کاجل لگایا ہوا تھا جو کہ اس کی شخصیت کو مزید حسین بنا رہا تھا۔دونوں ہاتھوں میں چوڑیاں اور گلے میں نفیس سا سیٹ پہنے ہوئے اور بیو ٹیشن کے مہارت سے کیے ہوئے میک اپ میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

حناء بیٹا ذرا جا کر تو دیکھو حور تیار ہوئی ہے یا نہیں۔مہمان بھی آنا شروع ہو گئے ہیں۔ حور کی امی نے حناء سے کہا جو کہ حور کے پاس ہی جا رہی تھی۔

جی آنٹی میں اس کو لینے نہیں جا رہی تھی۔ٹھیک ہے بیٹا جلدی جاؤ۔اوکے آنٹی میں اور عنایہ حور کے پاس جا رہے ہیں۔اور حناء عنایہ کو لے کر حور کے پاس چلی گئی۔کمرے میں داخل ہوتے ہی دونوں کے منہ سے بے اختیار حور کو دیکھ کر ماشاءاللہ نکلا۔

ارے واہ حور آج تو بہت پیاری لگ رہی ہو۔لگتا ہے ہمارے جیجو کو اپنے حسن سے ہی

مارنے کا ارادہ ہے۔ حناء نے حور کو چھیڑتے ہوئے عنایہ کی طرف دیکھ کر آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ عنایہ نے بھی حنا کے ساتھ مل کر حور کو خوب تنگ کیا۔ اور دل سے دعا دی اللہ تمہیں بری نظر سے بچائے اور تمہارے نصیب اچھے کرے آمین۔

حور نے مسکرا کر دونوں کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگی تم دونوں بھی ماشاءاللہ سے بہت پیاری لگ رہی ہو۔

عنایہ نے بلیک رنگ کی فراک پہنی ہوئی تھی جس کے گلے پر سلور کام ہو رہا تھا۔ بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے اور ہلکا سا میک اپ بھی کیا ہوا تھا جس میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ جبکہ حناء نے مہرون رنگ کی فراک پہنی ہوئی تھی اور اپنے بالوں کو کرل کر کے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔ اسنے بھی لائٹ میک اپ کیا ہوا تھا۔ اور وہ بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

ابھی وہ تینوں باتیں کر رہی تھیں کہ ہانیہ نے آ کر کہا بس کرو دو لڑکیوں تم لوگوں کی بات ہی ختم نہیں ہوتیں۔ باہر سب مہمان آ گئے ہیں اور تم دونوں کے گھر والے بھی آ گئے ہیں۔ چلو جلدی کرو لڑکے والے بھی کسی بھی وقت آ سکتے ہیں۔

حنا نے معصومیت سے ہانیہ سے کہا: جی آپی ہم بس ابھی آ ہی رہے تھے یہ حور نے باتوں

میں لگا لیا تھا۔حناء کی بات سن کر حور کو پہلے حیرت ہوئی اور پھر غصہ آیا اور ایک تھپڑ حناء کی کمر پر رسید کر دیا اور کہنے لگی : آپی یہ جھوٹ بول رہی ہے اس نے ہی باتیں شروع کی تھی۔حور کی بات سن کر ہانیہ نے کہا بس کرو تم دونوں ہر وقت لڑتی رہتی ہو۔تم سے اچھی تو عنایہ ہے دیکھو کیسے چپ کر کے کھڑی ہے۔اس سے ہی کچھ سیکھ لو۔

ہانیہ کی بات سن کر حناء نے جلدی سے کہا :اللہ آپی بس کر دیں۔اب ہم اتنے بھی تیز نہیں ہیں یہ عنایہ بھی ہماری ہی طرح ہے۔بس ابھی چپ کر کے کھڑی ہے۔اس سے پہلے حناء مزید کچھ کہتی ہانیہ نے اسکو ٹوکا اور کہنے لگی:اب بس کر و اور باہر چلو ورنہ سارا وقت یہاں باتیں کرنے اور ایک دوسرے کی شکایت لگانے میں ہی گزار دوں گی۔اور یہ کہتے ہی ہانیہ ان تینوں کو لے کر باہر چلی دی۔

باہر لڑکے والے آچکے تھے۔اور حور کا انتظار کر رہے تھے۔باہر چھوٹا سا ایک اسٹیج بنایا گیا تھا۔اور صوفے پر ارسلان بیٹھا ہوا تھا۔ارسلان حور کا ہونے والا منگیتر تھا۔اس نے جیسے ہی حور کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔حور آسمان سے اتری ہوئی حور پری لگ رہی تھی۔ حور کو آتا دیکھ ارسلان کھڑا ہو گیا۔حور کو ارسلان کے برابر میں لا کر کھڑا کر دیا گیا۔اور وہ دونوں ایک ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔حور کو پتہ نہیں یہ سب بہت عجیب لگ رہا

تھا اور وہ بے حد نروس ہو رہی تھی۔ اسے ایک عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔ پھر بھی وہ اپنے تمام تر خیالات کو جھٹک کر مہمانوں سے ملنے لگی۔ ارسلان کی امی حور کی امی کے پاس آئیں اور ان کو جو خبر دی وہ سن کر حور کی امی دنگ رہ گئیں۔ انہوں نے حور کی امی سے کہا کے ہم بجائے منگنی کے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ ارسلان کی امی کی بات سن کر حور کی امی نے کہا: بہن نکاح وہ بھی اتنی اچانک سے۔ ہمارے درمیان تو منگنی کی بات ہوئی تھی۔ اگر آپ کا نکاح کا ارادہ تھا تو آپ ہمیں پہلے بتا دیتیں ہم نے تو کوئی خاص تیاری بھی نہیں کی۔ ارے بہن اس میں تیاری کہاں سے آ گئ منگنی تو ہم نے ویسے بھی کرنی تھی۔ کیوں نہ مولوی صاحب کو بلا کر نکاح کر دیا جائے اس طرح دونوں بچوں کا رشتہ بھی مضبوط ہو جائے گا۔ آپ تو جانتی ہیں نہ آجکل کیسے کیسے لوگ موجود ہیں۔ ذرا سی باتوں پر منگنی توڑ دیتے ہیں جب کہ نکاح ختم کرنا مشکل کام ہوتا ہے۔

حور کی امی نے ارسلان کی امی کی بات سن کر کہا: جی آپ کی یہ بات تو ٹھیک ہے۔ لیکن نکاح وہ بھی اچانک اتنی جلدی کیسے سب انتظامات ہوں گیں؟

ارے بہن آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں میرا چھوٹا بیٹا ابھی مولوی صاحب کو لے آئے گا اور خیر سے یہ نیک کام بھی ہو جائے گا آپ پریشان نہ ہوں۔ میں ابھی سب انتظامات

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کرتی ہوں آخر کار اب حور میری بھی بیٹی ہے۔

جی ٹھیک ہے جیسے آپ کو مناسب لگے آپ کر لیں۔ حور کی امی پہلے تو نکاح کا سن کر گھبرا گئیں تھیں۔ لیکن پھر یہ سوچ کر مطمئن ہو گئیں کہ نکاح بعد میں بھی تو کرنا تھا کیوں نہ ابھی کر دیا جائے۔اور ویسے بھی ابھی کو نسار خصتی ہو رہی ہے۔

ارسلان کی امی نکاح کے لیے مولوی صاحب کو بلانے کا کہنے چلی گئی۔ جبکہ حور کی امی حور کو نکاح کے بارے میں بتانے چلی گئی۔

حورا سٹیج پر بیٹھی حناء کی کسی بات کا مسکرا کر جواب دے رہی تھی کہ تب ہی اس کی امی اس کے پاس آئیں اور نکاح کی خبر دی۔ جس کو سن کر حور کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ حور نے کہا امی آپ نے تو منگنی کا کہا تھا یہ اچانک نکاح کہاں سے آ گیا۔

بیٹا ارسلان کی امی چاہتی ہیں کہ منگنی کے بجائے دونوں بچوں کا نکاح کر دیا جائے۔اور ویسے بھی بیٹا بعد میں بھی تو نکاح ہونا تھا تو کیوں نہ ابھی کر دیا جائے۔ لیکن امی اچانک نکاح کیسے ابھی حور مزید کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ سامنے سے ارسلان کی امی کو آتا دیکھ چپ کر گئی۔ چلیں بہن جی نکاح کا انتظام ہو گیا ہے اور مولوی صاحب بھی آ رہے ہیں۔ آپ حور بیٹی کو لے آئیں تا کہ نکاح شروع کروایا جائے۔

جی ٹھیک ہے میں ابھی لے کر آتی ہوں۔ جاؤ حناء بیٹا حور کو اندر لے جاؤ ہم بھی آرہے ہیں۔ اور نہ چاہتے ہوئے بھی حور کو اس نکاح کے لیے ماننا ہی پڑا۔

آخر کار بہت جدوجہد کے بعد ارحم کو تین دن بعد کی فلائٹ مل گئی تھی۔ وہ جلد سے جلد پاکستان پہنچنا چاہتا تھا۔ جلدی کے چکر میں اسنے اپنے گھر والوں کو بھی اطلاع نہیں دی تھی۔ وہ سب کو سرپرائز کرنا چاہتا تھا۔ اور اپنے دل کی بات بتا کر حور کو اپنا بنانا چاہتا تھا۔ لیکن اس کو کیا معلوم تھا کہ قسمت اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے۔

عین حور کی منگنی والے دن وہ پاکستان پہنچ گیا۔ ایئرپورٹ سے سیدھا وہ اپنے گھر گیا لیکن اس سے کوئی بھی گھر پر نہیں ملا۔ کیوں کہ خواتین سب حور کے گھر گئی ہوئی تھی۔ جب کہ اس کے بابا اور بھائی آفس گئے ہوئے تھے۔ گھر آکر وہ فریش ہوا۔ فریش ہونے کے بعد اس نے عنایہ کو کال کی لیکن اس نے فون نہیں اٹھایا۔ ارحم نے پھر کال ملائی اس بار بھی فون نہیں اٹھایا گیا۔ لیکن جب ارحم نے تیسری بار کال ملائی تو عنایہ نے فون اٹھالیا۔ عنایہ ارحم کا نمبر دیکھ کر حیران ہوئی کیونکہ کال ارحم کے پاکستانی نمبر سے آئی تھی۔ اس نے جلدی سے کال اٹینڈ کرلی۔

السلام علیکم بھیا!

وعلیکم السلام ! عنایہ کہاں ہو تم لوگ ؟ بھیا ہم تو حور کے گھر ہیں لیکن آپ کہاں ہیں ؟ میں گھر آگیا ہوں۔ لیکن بھیا آپ تو دو دن کے بعد آنے والے تھے نہ پھر آج اچانک کیسے آگئے ؟ اور یہ بتائیں کہ کب پہنچے ہیں آپ ؟ نہ مجھے بتایا نہ آپ نے نہ مما بابا کو بتایا اور نہ ہی ارحان بھیا کو بتایا؟ بھائی کے اچانک پہنچنے کی اطلاع سن کر عنایہ نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔

ارے عنایہ بس بھی کرو کتنے سوال کرتی ہو تم اور مجھے بتاؤ تم لوگ اس وقت کہاں پر ہو ؟ بھیا ہم حور کی انگیجمنٹ کے فنکشن پر آئے ہوئے ہیں۔ تمہاری دوست کی منگنی ہو گئی کیا جو تم مجھ سے فرصت سے اتنے سوال کر رہی ہو ؟ ارے بھیا ابھی تو منگنی نہیں ہوئی اور شاید اب منگنی نہ بھی ہو۔ عنایہ اور کچھ کہتی اس سے پہلے ہی ارحم نے جلدی سے خوش ہو کر پوچھا : کیا واقعی تمہاری دوست کی انگیجمنٹ کینسل ہو گئی ؟

جی بھیا اس کی انگیجمنٹ کینسل ہو گئی ہے کیونکہ اب ڈائریکٹ نکاح ہو رہا ہے۔ نکاح کا سنتے ہی ارحم کو ایسا لگا جیسے کسی نے اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکال لی ہے۔ اس سے پہلے عنایہ مزید کچھ بولتی ارحم نے جلدی سے کال بند کر دی اور گاڑی کی چابی اٹھا کر حور کے گھر کی جانب چلا گیا۔ وہ بہت ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ وہ اپنے آپے میں نہیں

لگ رہا تھا اس کو بس حور کے گھر پہنچنے کی جلدی تھی۔

حور کا نکاح شروع ہونے میں بس تھوڑا سا ٹائم ہی رہ گیا تھا اس کو بہت زیادہ گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ حور کی غیر ہوتی حالت کو دیکھ حناء اور عنایہ اس کے پاس آئیں اور تسلیاں دینے لگی۔ حناء نے حور کی حالت دیکھ کر مزاحیہ انداز میں کہا : کیا یار حور تم تو ایسے گھبرا رہی ہوں جیسے تمہارا نکاح نہیں بلکہ سزائے موت کا حکم دیا جا رہا ہے۔ لڑکی ریلکس کر جاؤ۔ کیا کرو یار بس ! پتہ نہیں کیوں میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ اور اسنے رونا شروع کر دیا۔ حنا نے پیار سے حور کا ہاتھ ہلکے سے دبایا اور کہنے لگی اچھا یار بس کرو تم اب چلو شاباش مجھے ہنس کے دکھاؤ ورنہ میں تمہیں گدگدی کرنے لگ جاؤ گی اور تمہیں پتا ہے میں ایسا کر بھی دوں گی۔ حنا کی بات سن کر حور اداس چہرے کے ساتھ مسکرا دی۔

چلو لڑکیوں نکاح شروع ہونے والا ہے جلدی سے حور کو گھونگھٹ ڈال دو مولوی صاحب آرہے ہیں۔ ابھی حور کی امی اس کو گھونگھٹ ڈالنے ہی لگیں تھی کہ باہر سے شور کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ شور کی آواز سن کر وہ گھبرا کر باہر کی جانب چل دی۔ ان کو باہر کی طرف جاتا دیکھ حنا اور عنایہ بھی ان کے ساتھ باہر چلی گئی۔ پیچھے حور

اکیلی رہ گئی اس کو مزید گھبراہٹ ہوئی تو وہ بھی ان کے پیچھے چل دی۔

باہر کا منظر دیکھ کر عنایہ اور حور کو سب سے زیادہ حیرت ہوئی۔کیوں کہ باہر ارحم زخمی حالت میں کھڑا اسب سے بحث کر رہا تھا۔اس کے سر اور منہ سے مسلسل خون بہہ رہا تھا۔ریش ڈرائیونگ کی وجہ سے ارحم کی گاڑی دو بار شدید ایکسیڈنٹ سے بال بال بچی تھی لیکن اس کو اپنے بچاؤ کے دوران چھوٹیں بھی آئیں تھیں۔اس کے باوجود وہ اپنی حالت کو نظرانداز کر کے جلد سے جلد حور کے گھر پہنچنا چاہتا تھا۔

ارحم کی ایسی حالت دیکھ کر اس کی مما نے اس کو پہلے حیرت اور پھر پریشانی سے دیکھا جلدی سے اس کے قریب گئیں اور کہنے لگی ارحم کیا ہوا تمہیں اور کیسے لگی یہ چوٹیں؟ اور تم پاکستان کب آئے تم تو دو دن بعد آنے والے تھے نا تو آج یہاں اس حالت میں کیسے آ گئے؟

اسنے ماں کے سوالوں کا جواب دینے کے بجائے کہنا شروع کر دیا مما پلیز اس نکاح کو رکوا دیں۔میں کسی بھی صورت میں آج یہ نکاح ہونے نہیں دوں گا۔ارحم مزید کچھ کہتا اتنے میں ارسلان درمیان میں بول پڑا او مسٹر کون ہو تم؟اور کیوں یہ نکاح نہیں ہونے دو گے؟حور میری ہونے والی بیوی ہے آئی سمجھ تمہیں؟

ارحم کی برداشت بس یہی تک تھی۔ حور کا نام کسی اور کے منہ سے سنتے ہی وہ آپے سے باہر ہو گیا اور ارسلان کا گریبان زور سے پکڑ کر دھاڑا تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری حور کا نام اپنے منہ سے لینے کی آئندہ اگر غلطی سے بھی اس کا نام اپنے زبان سے لیا تو میں تمہاری زبان کھینچ دوں گا سنا تم نے؟ ارحم کے منہ سے میری حور سن کر جہاں حنا حور کی امی ہانیہ عنایہ اور ارحم کے گھر والوں کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا وہی حور ششدہ رہ گئی اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے ارحم کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کا دماغ ایک ہی لفظ پر اٹک گیا میری حور۔۔۔۔۔۔

ارحم کی بات سن کر اس کی مما نے اس کو پیچھے کیا جو کہ ابھی تک ارسلان کا گریبان پکڑ کر کھڑا ہوا تھا۔ ارحم چھوڑو اسے دماغ خراب تمہارا کیا تماشہ لگا یا ہوا ہے تم نے۔ یہ حور کا ہونے والا شوہر ہے۔

بس کر دیں مما کیا حور کا شوہر لگا یا ہوا ہے۔ یہ حور کا ہونے والا شوہر تھا لیکن اب نہیں بنے گا کیوں کہ حور کا ہونے والا شوہر اب میں ہوں میرے علاوہ کوئی بھی اس کا شوہر نہیں بن سکتا۔ میں آج اور ابھی سب کے سامنے حور سے نکاح کروں گا اور اگر کسی نے بھی درمیان میں آنے کی حماقت کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا سنا آپ لوگوں

نے۔ عنایہ جاؤ اور جا کر حور کو لے کر آؤ۔ لیکن بھیا میں کیسے عنایہ کچھ کہتی اس سے پہلے ہی ارحم نے اپنی غصے سے لال ہوتی آنکھوں سے عنایہ کی طرح دیکھا۔ عنایہ نے آج سے پہلے ارحم کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ ارحم کی آنکھیں دیکھ کر وہ مزید کچھ بولنے کی ہمت نہیں کر پائی اور چپ کر کے حور کو لینے چلی گئی۔ حور کمرے کے دروازے پر ساکت کھڑی ہوئی تھی۔ اس کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔ چلو حور باہر تمہیں بلا رہے ہیں اور وہ ربورٹ کی طرح عنایہ کے ساتھ چل دی۔ حور کی امی نے جب اس کو عنایہ کے ساتھ باہر آتے دیکھا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کھڑا کیا۔ اور زور زور سے کہنے لگی میں اپنی بیٹی کی زندگی برباد نہیں ہونے دوں گی سنا تم سب لوگوں نے اس کا نکاح صرف اور صرف ارسلان سے ہو گا۔

ان کی بات سن کر ارحم مزید غصے میں آگیا۔ وہ آگے بڑھا اور حور کی امی کے نزدیک جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور غصے سے کہنے لگا حور کا نکاح صرف اور صرف مجھ سے ہو گا۔ مجھ سے نکاح کے بعد اس کی زندگی برباد نہیں ہو گی۔ لہذا اب آپ اس کا ہاتھ آرام سے چھوڑ دیں ورنہ میں زبردستی کروں گا جو کہ شاید آپ کو اچھی نہ لگے۔ حور کی امی نے ارحم کی آنکھوں میں شدید غصہ دیکھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی حور کا ہاتھ چھوڑ دیا جسے ارحم نے

پکڑ لیا اور اسے اپنے ساتھ لے کر صوفے پر آکر بیٹھ گیا اور مولوی صاحب سے کہنے لگا چلیں مولوی صاحب جلدی سے نکاح شروع کروائیں۔ مولوی صاحب نے نکاح پڑھوانا شروع کیا وہاں موجود کسی انسان میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ارحم کو روک سکے۔ کچھ ہی لمحوں کے بعد حور سلیمان سے حور ارحم شاہ بن گئی۔ وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھی اس کو پتہ نہ چلا کہ کب اس کا نکاح ہو گیا۔ کہاں وہ حور ارسلان بننے جا رہی تھی اور کہاں اب وہ حور ارحم شاہ بن گئی۔

انسان کی قسمت کا فیصلہ اس کا رب ہی کرتا ہے۔ انسان سوچتا کچھ ہیں لیکن ہوتا وہی ہے جو وہ رب کائنات چاہتا ہے۔ ہم انسانوں کو نہیں پتہ ہوتا کہ ہماری بھلائی کس چیز میں ہے، لیکن وہ رب کائنات بہتر جانتا ہے کہ اس کے بندوں کے لیے بہتر ہے اور کیا نہیں۔

حور کو ہوش تو تب آیا جب ایک عورت کی آواز اسکے کانوں میں پڑی جو کہ کہہ رہی تھی کیا زمانہ آگیا ہے۔ دیکھنے میں کتنی معصوم لگتی ہے اور اپنے عاشق کو چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ اور آج دیکھو کیسے عین نکاح کہ وقت اس کا عاشق آیا اور مار دھاڑ کر کے نکاح بھی کر لیا۔ ایسی اور بھی بہت سی باتیں حور نے سنی۔ وہ اس وقت اس حالت میں نہ تھی کہ

کچھ جواب دے پاتی اس لیے چپ کر کے سب کی باتیں سنتی رہی۔وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر تھی کہ اس کی قسمت نے اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلا ہے۔غصے کی ایک لہر اس کے اندر دوڑی اور اپنے ساتھ کھڑے انسان کو غصے سے دیکھنے لگی جو کچھ دیر پہلے ہی زبردستی اس کا شوہر بنا تھا۔نکاح کے بعد ارحم نے حور کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر والوں کو چلنے کا کہہ کر اسکو لے کر چل دیا۔حور اپنی امی اور بہن سے بھی مل نہ سکی۔گاڑی کے پاس پہنچ کر ارحم نے حور کو بیٹھنے کا اشارہ کیا لیکن وہ غصے میں کھڑی رہی۔ارحم نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا اور اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔اور اپنے گھر کی جانب بڑھنے لگا۔کچھ ہی دیر کے بعد ارحم اور اس کے گھر والے اپنے گھر میں موجود تھے۔اس کے بابا اور بھائی بھی آفس سے گھر آ گئے تھے۔اس کے بابا نے غصے سے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگے یہ کیا حرکت کی ہے تم نے؟ یہ کیا طریقہ ہے بغیر کسی کی مرضی جانے اس طرح کسی سے بھی زبردستی نکاح کر کے گھر لے آؤ۔بابا یہ کسی نہیں حور ہے حور۔اور اب سے یہ میری بیوی ہے لہذا اس کو میری بیوی بولیں۔اور میری بیوی کی حیثیت سے یہ آپکی اور اس گھر کی چھوٹی بہو ہے۔جیسے ایمان بھابھی اس گھر کی بڑی بہو ہے ویسے ہی حور اس گھر کی چھوٹی بہو ہے۔اور مجھے کوئی پچھتاوا یا شرمندگی نہیں ہے کہ میں نے اس سے نکاح کیا اور گھر لے آیا۔یہ میرا

قانونی اور شرعی حق ہے کہ میں اپنی مرضی سے شادی کرو۔ہاں اگر آج میں صحیح وقت پر نہ پہنچتا اور حور کا نکاح اس لڑکے سے ہو جاتا تو پھر بہت سے مسائل پیدا ہو سکتے تھے۔

ارحم نے باپ کی ڈانٹ کا اثر لیے بغیر اطمینان سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

سکندر شاہ اپنے بیٹے کی ضدی طبیعت سے واقف تھے اور اچھے سے جانتے تھے کہ اس وقت اس کو سمجھانا بہت مشکل ہے لہذا مزید کچھ بولنے سے بہتر تھا کہ وہ چپ ہی رہے۔

ٹھیک ہے تمہارا جو دل چاہے تم کرو لیکن کم از کم اس بچی کا ہی خیال کر لیتے۔

بابا اس کا خیال ہی کیا ہے تب ہی تو اس سے نکاح کیا ہے۔اب یہ اس کی مرضی ہے کہ یہ رشتہ خوش ہو کر نبھائے یا ناخوش ہو کر لیکن نبھانا تو اسکو ہی ہے۔

ارحم یہ کہہ کر اپنی گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر کی جانب چل دیا۔اسکے جانے کے بعد عنایہ حور کے پاس آئی اور کہنے لگی حور پلیز مجھے معاف کر دو۔میرے بھیا بالکل ایسے نہیں ہے۔لیکن آج پتہ نہیں ان کو اچانک کیا ہو گیا۔کیوں تمہارے ساتھ یہ سب کیا۔مجھے خود سمجھ نہیں آرہی کہ اس سب کے پیچھے کیا وجہ ہے۔لیکن میں ایک بات جانتی ہوں ارحم بھیا بغیر کسی بڑی وجہ کے اتنا بڑا قدم نہیں اٹھاتے۔

حور عنایہ کی ساری باتیں چپ کر کے سنتی رہی اور ایک لفظ بھی نہ کہا کیوں کہ کہنے کے لئے اس کے پاس کچھ تھا ہی نہیں۔

بعض اوقات انسان کی زندگی میں ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔ جو انسان کی زندگی مکمل طور پر بدل دیتے ہیں۔ انسان سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے قاصر ہو جاتا ہے۔ انسان کو سمجھ اس وقت آتی ہے جب اس کی زندگی مکمل طور پر بدل جاتی ہے اور انسان چاہ کر بھی سب کچھ پہلے جیسا نہیں کر پاتا۔ اور اس وقت حور کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔

عنایہ کو حور سے باتیں کرتا دیکھ عاصمہ بیگم ان دونوں کے قریب آئیں حور کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور کہنے لگی بیٹا ہمیں معاف کر دو۔ ارحم کی حماقت کی میں معافی مانگتی ہوں۔ انکو معافی مانگتا دیکھ کر حور نے جلدی سے ان سے کہا آنٹی آپ معافی نہ مانگے۔ اس سب میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ میری قسمت میں یہی لکھا تھا۔ اور شاید اللہ کو بھی یہی منظور تھا اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے۔ آپ معافی مانگ کر مجھے شرمندہ نہ کریں۔ حور کی بات سن کر ارحم کی مما نے اسکو گلے لگایا اور کہنے لگے تم بہت اچھی بچی ہو اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے آمین۔ جاؤ عنایہ حور کو ارحم کے کمرے میں

www.neweramagazine.com

چھوڑ آؤں۔بچی تھک گئی ہو گی۔ارحم کا نام سنتے ہی اسکو کو شدید غصہ آیا۔چلو حور میں تمہیں چھوڑ آتی ہو۔اور نہ چاہتے ہوئے بھی عنایہ کے ساتھ ارحم کے کمرے میں چلی گئی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ حیرت سے کمرے کو دیکھنے لگی۔آج سے پہلے اس نے اتنا بڑا اور صاف ستھرا کمرہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔کمرے کے وسط میں جہازی سائز کا بیڈ تھا۔کمرے کا تھیم گرے اور وائٹ کلر کا تھا۔دائیں جانب بک شیلف اور کپڑوں کی الماری تھی جبکہ بائیں جانب سنگھار میز تھی جس پر مہنگے پرفیوم،گھڑیاں اور دیگر استعمال کی اشیاء رکھی ہوئی تھی۔وہ عنایہ کی آواز پر ہوش کی دنیا میں آئی جو کہ کہہ رہی تھی۔حور تم پریشان نہ ہونا کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دینا۔اور پلیز اس سب کی وجہ سے ہماری دوستی پر کوئی فرق نہیں آنا چاہیے۔میں نہیں جانتی بھیا نے ایسا کیوں کیا۔وہ تو ہمیشہ لڑکیوں سے دور بھاگتے تھے کبھی کسی لڑکی سے دوستی بھی نہیں کی۔اس سب کے پیچھے کیا وجہ ہے یہ تو وہی بتا سکتے ہیں۔خیر تم اب آرام کرو۔حور چپ کر کے عنایہ کی ساری باتیں سنتی رہی اس کو گلے لگایا اور کہنے لگی:عنایہ تم فکر نہ کرو ہماری دوستی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔عنایہ نے مسکرا کر حور کو دیکھا اور اپنے کمرے کی جانب چل

دی۔

گھر سے نکلنے کے بعد ارحم نے سب سے پہلے اپنے زخموں کی پٹی کروائی اس کے بعد بلا وجہ گاڑی ادھر ادھر چلاتا رہا۔ وہ حور کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا اور آج وہ اس کی وجہ سے بہت روئی تھی۔ اس لیے گھر سے باہر آیا تھا۔ ارحم جانتا تھا اس کی اس حرکت کی وجہ سے حور کو اس سے نفرت ہو گئی ہو گی۔ بار بار اس کے دماغ میں حور کا مسلسل روتا ہوا چہرہ آرہا تھا۔ یہ سب باتیں سوچتے سوچتے جب وہ تھک گیا تو اس نے ہاتھ میں پہنی ہوئی گھڑی میں ٹائم دیکھا جو کہ رات کے بارہ بجا رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ حور اب تک سو گئی ہو گی اور گاڑی گھر کی جانب موڑ دیں۔ وہ ابھی حور کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس کو سب کچھ بتانا چاہتا تھا لیکن صحیح وقت کا انتظار کر رہا تھا۔

عنایہ کے جانے کے بعد حور کو کمرے میں کوفت محسوس ہو رہی تھی۔ وہ چونکہ نکاح کے سوٹ میں ہی اپنے گھر سے آئی تھی اس لیے جانے سے پہلے عنایہ نے اسکو اپنا ڈریس دے دیا تھا۔ اسنے عنایہ کا دیا ہوا ڈریس اٹھایا اور واش روم میں فریش ہونے چلی گئی۔ فریش ہو کر وہ باہر نکلی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ اسکو صوفے پر سونے کی عادت نہیں

تھی اور ارحم کے بیڈ پر وہ سونا نہیں چاہتی تھی اس لیے چپ چاپ صوفے پر پاؤں اوپر کر کے بیٹھ گئی اور آنکھیں بند کر لیں۔ ابھی اسکو آنکھیں بند کئے ہوئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلنے پر اس کی آنکھیں دوبارہ کھل گئی۔ ارحم جیسے ہی دروازہ کھول کر کمرے کے اندر داخل ہوا تو اس کو حور صوفے پر بیٹھی ہوئی نظر آئی۔ رونے کی وجہ سے حور کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ ارحم کو حور کی سوجی ہوئی آنکھیں دیکھ کر بہت برا لگا لیکن وہ اس وقت کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

ارحم کو دیکھ کر حور کو بہت غصہ آیا اور اس نے رخ دوسری طرف کر کے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اسکی اس حرکت کی وجہ اچھے سے جانتا تھا اس لیے بغیر کچھ بولے ہی فریش ہونے چلا گیا۔ وہ فریش ہو کر باہر آیا اور اپنے بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ حور اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہل رہی تو تھوڑے غصے سے کہنے لگا : یہ بیڈ بہت بڑا ہے۔ تم بھی یہاں آ جاؤ میں تمہیں کھا نہیں جاؤں گا۔ حور نے ارحم کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اسی پوزیشن میں صوفے پر لیٹی رہی۔ جب حور نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تو اسنے تھوڑا اور غصے میں وہی بات دوبارہ دہرائی۔ ارحم کے غصے سے بولنے پر حور نے بھی غصہ سے جواب دیا : مجھے نہیں آنا وہاں اور تم جیسے گھٹیا انسان

کے ساتھ میں ایک بیڈ تو کیا ایک کمرے میں بھی رہنا پسند نہیں کروں گی۔اور اب اگر مجھ سے بات کرنے کی کوشش کی تو اچھا نہیں ہوگا سنا تم نے اور غصہ سے دوبارہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گی۔ارحم کو حور کی جانب سے ایسے ہی جواب کی امید تھی۔اس لئے وہ ہلکے سے مسکرا دیا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ یہ اس کا حق ہے کہ وہ غصہ کرے۔اسکا غصہ بر حق تھا۔ٹھیک ہے جیسا تمہارا دل کرے میں تو بس اس لئے کہہ رہا تھا کیونکہ رات کو وہاں چھپکلی آجاتی ہے۔چھپکلی کا نام سن کر حور چونکی لیکن جب ہی سنبھل کر کہنے لگی مجھے چھپکلیوں سے ڈر نہیں لگتا اور تمھارے بیڈ پر آنے سے بہتر ہے میں یہاں چھپکلی کے ساتھ ہی سو جاؤں۔ارحم جانتا تھا کہ حور کو چھپکلی سے ڈر لگتا ہے اس لیے اس نے جان بوجھ کر یہ بات کہی تھی۔

ہمم ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی ارحم نے حور سے کہا کمرے کی لائٹ بند کر کے بیڈ پر جا کر لیٹ گیا اور حور کی جانب دیکھتا رہا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اب حور نہیں سوئے گی۔

ادھر حور سونے کے لئے لیٹ تو گئی لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ایک تو نئی جگہ اور پھر ارحم نے چھپکلی کا بتا دیا تھا جس کی وجہ سے حور کی نیند بھک سے اڑ گئی تھی۔پوری رات اس نے کروٹیں بدل کر گزاری اور صبح پہلی آذان پر ہی نماز کے

لیے اٹھ گئی اور نماز کے لئے وضو کرنے چلی گئی۔ وہ وضو کر کے واپس آئی تو ارحم بھی نماز کے لئے اٹھ گیا تھا۔ اسنے حور کی جانب دیکھا اور مسکرانے لگا جبکہ حور نے اس کو مکمل طور پر نظرانداز کیا۔ اسنے نماز پڑھنے کے لئے جائے نماز بچھائی اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ ادھر ارحم بھی فریش ہو کر نماز پڑھنے چلا گیا۔ حور نے نماز پڑھنے کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کی اور واپس اپنے صوفے پر جا کر لیٹ گئی۔ ارحم نماز پڑھ کر واپس آیا اپنا ٹریک سوٹ پہنا اور جوگنگ کرنے کے لیے واپس چلا گیا۔ جوگنگ سے واپس آ کر ارحم آفس کے لیے تیار ہو کر کمرے سے چلا گیا۔ حور نے اسکو جاتا دیکھ خدا کا شکر ادا کیا۔ وہ اٹھی جلدی سے اس کے بیڈ پر آ کر لیٹ گئی اور فوراً سو گئی۔ پوری رات جاگنے کی وجہ سے حور کو نیند جلدی آ گئی۔ ارحم جو کہ آفس جانے کے لیے نکل چکا تھا اچانک اس کو یاد آیا کہ وہ اپنی ایک امپورٹنٹ فائل کمرے میں بھول آیا ہے۔ وہ جلدی سے کمرے کی جانب چل دیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر حور پر پڑی جو کہ اس کے بیڈ پر بڑے مزے سے سو رہی تھی۔ اسکو اسطرح سوتے ہوئے دیکھ کر ارحم کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ آئی۔ اسنے اپنی فائل سٹڈی ٹیبل سے اٹھائی اور حور کی جانب دیکھا جو سوتے ہوئے بہت معصوم لگ رہی تھی۔ ارحم نے پیار بھری نظروں سے حور کی جانب دیکھا اور آفس جانے کے لیے چل دیا۔

حور کی آنکھ تقریبا دس بجے کھلی تھی۔پہلے تو اس کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کہاں ہے لیکن جب وہ مکمل طور پر بیدار ہوئی تو اس کو کل ہونے والے تمام واقعات یاد آ گئے اور وہ جھٹ سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔خود کو ارحم کے بیڈ پہ سوتا دیکھ وہ شرمندہ ہوئی اور شکر ادا کیا کہ ارحم نے اس کو یہاں سوتے ہوئے نہیں دیکھا۔پھر سوچنے لگی کہ اگر ارحم اس کو یہاں سے ہوتا ہوا دیکھ لیتا تو وہ اس کے بارے میں کیا سوچتا۔اپنے تمام تر خیالات کو جھٹک کر وہ فریش ہونے چلے گئی۔فریش ہونے کے بعد وہ عنایہ کے پاس اس کے کمرے میں چلی گئی۔

شام کو واپسی پر ارحم حور کے لئے ضرورت کی اشیاء لایا تھا۔اس نے تمام چیزیں عنایہ کو دے دیں تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر حور کو پتہ چلا کہ وہ اس کے لیے یہ سب چیزیں لایا ہے تو اسنے لینے سے صاف انکار کر دینا تھا اور کوئی بھروسہ بھی نہیں کہ وہ یہ سب چیزیں اٹھا کے باہر ہی پھینک دیتی۔عنایہ یہ حور کے لیے کچھ ضرورت کی چیزیں ہیں تم اس کو دے دینا اور اس کو یہ نہ بتانا کہ یہ سب چیزیں میں لے کر آیا ہوں۔عنایہ نے ارحم کے ہاتھ شاپنگ بیگس لے کر اپنے پاس رکھ لیے اور کہنے لگی: جی ٹھیک ہے بھیا میں یہ سب حور کو دے دوں گی اور آپ بے فکر ہو جائیں میں اس کو کچھ نہیں بتاؤ گی۔

اگلے دن عنایہ نے ارحم کی لائی ہوئی تمام چیزیں حور کو دے دیں اور کہنے لگی یہ تمہارے لیے کچھ ضرورت کی چیزیں ہیں جو مما لائیں ہیں تم انہیں رکھ لو۔پہلے تو حور نے انکار کرنا چاہا لیکن کچھ سوچ کر عنایہ سے ساری چیزیں لے لیں اور الماری میں رکھ دیں۔اور پھر اس سے باتیں کرنے لگ گئی۔عنایہ یار مجھے مما بہت یاد آرہی ہے مجھے ان سے ملنا ہے پلیز۔ٹھیک ہے حور تم مل لینا تمہیں کس نے روکا ہے آنٹی سے ملنے کے لیے بھیا تمہیں ان سے ملوانے کے لیے لے جائیں گے۔ارحم کا نام سنتے ہی حور کو غصہ آگیا اور کہنے لگی تمہارے بھیا نامی جلاد کے ساتھ جانے سے بہتر ہے میں نہ ہی جاؤں۔وہ تمہارے بھیا کم ہٹلر کا جانشین زیادہ ہے۔ارحم جو ابھی آفس سے آیا تھا کمرے کے باہر کھڑے ہو کر حور اور عنایہ کی باتیں سننے لگ گیا۔اور حور کی آخری بات سن کر کمرے میں آیا اور کہنے لگا میں جلاد اور ہٹلر کا جانشین ہوں تو اپنے بارے میں آپکا کیا خیال ہے میڈم؟اور میں تو چاہتا یہی ہوں کہ تم یہاں سے کبھی نہ جاؤ۔حور نے ارحم کی بات سن کر غصہ سے اسکی جانب دیکھا اور عنایہ کی موجودگی کی وجہ سے چپ کر گئی۔

حور اور ارحم کے نکاح کو دو ہفتے گزر گئے تھے اور اب تک وہ اس کو یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ

وہ ہی اسکا پرنس ہے۔ حور اور ارحم کی روز کسی نہ کسی بات پر بحث ہو جاتی تھی۔ لیکن قسمت نے اسکو یہ موقع جلد ہی فراہم کر دیا تھا۔

آج کا دن ارحم کے لیے بہت خاص تھا کیوں کہ آج کے دن ہی اسکول میں اس کی ملاقات حور سے ہوئی تھی اور آج کے دن ہی دونوں کے درمیان دوستی جیسا رشتہ قائم ہوا تھا۔ ارحم نے یہ سوچ رکھا تھا کہ آج وہ یہ بات حور کو لازمی بتائے گا اور وہ صبح سے ہی اس کی تیاریوں میں لگا ہوا تھا۔ اسنے آج آفس سے بھی چھٹی کی تھی۔ اسکو چھٹی کرتا دیکھ اس کی امی نے کہا: ارحم بیٹا خیر تو ہے آج تم آفس نہیں گئے۔ جی امی سب ٹھیک ہے۔ آج کا دن میرے لیے بہت خاص ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے بیٹا نہ تو آج تمہاری سالگرہ ہے اور نہ ہی کوئی خاص تہوار ہے۔ تو پھر آج کا دن تمہارے لئے کیسے خاص ہوا؟ اسنے اپنی مما کو ساری بات بتادی کہ کیسے وہ اور حور آج کے دن دوست بنے۔ اور کیوں اس نے حور کے ساتھ زبردستی نکاح کیا۔ ارحم کی بات سن کر اسکی مما نے کہا میں جانتی تھی میرا بیٹا کبھی بھی کسی کے ساتھ جان بوجھ کر غلط نہیں کرتا۔ اگر تم یہ بات مجھے پہلے بتادیتے تو میں تمہارا رشتہ حور کے لیے لے جاتی اور یہ سب اس طرح نہ ہوتا۔ بس مما میں آپ کو بتانے والا تھا لیکن اس سے پہلے میں حور سے بات کرنا چاہتا

تھا اور اس کو بتانا چاہتا تھا کہ میں ہی اس کے بچپن کا دوست اس کا پرنس ہو۔ لیکن مجھے آفس کے کام کے لیے ارجنٹ ملک سے باہر جانا پڑ گیا۔ میرے وہاں جانے کے بعد حور کا رشتہ پکا ہو گیا۔ اور بات اس کی منگنی سے ہو کر نکاح تک آگئی تھی۔ بس پھر مجھ سے برداشت نہیں ہوا اور اس کے آگے کے تمام حالات آپ جانتی ہیں۔ بیٹا تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن پھر بھی ایک دفعہ تمہیں حور سے بات کرنی چاہیے تھی۔

وہ تم سے بہت ناراض ہے۔ جی مما میں جانتا ہوں اسی لیے ہی تو آج اس کو منانے کی تیاریوں میں لگا ہوا ہوں۔ بس آپ سے گزارش ہے کہ اس کو اس سرپرائز کا بلکل بھی پتہ نہ چلے۔ ٹھیک ہے بیٹا اس کو کچھ پتہ نہیں چلے گا۔ شکریہ مما۔ ارحم نے ماں کا شکریہ ادا کیا اور پیار سے ان کے گلے لگ گیا۔ ارحم نے شام کو حور کے لیے ایک سرپرائز پارٹی رکھی تھی۔ جس میں ارحم کی فیملی اور حور کی امی اور اسکی بہن ہانیہ بھی شامل تھی۔ اسنے حور کی امی سے بھی معافی مانگ لی تھی اور ان کو یہ نکاح اس طرح کرنے کی تمام وجوہات بھی بتا دی تھی۔ ارحم چاہے غصے کا کتنا ہی تیز کیوں نہ ہو لیکن بڑوں کی عزت کرنا وہ اچھے سے جانتا تھا۔ اسکی بات سن کر حور کی امی نے پہلے تو اس پر بہت غصہ کیا لیکن یہ سب کرنے کی وجہ جاننے کے بعد اسکو معاف کر دیا۔ اور پیار سے اسکے سر پر

ہاتھ پھیرا۔ کچھ بھی ہو لیکن اب وہ ان کا داماد تھا۔ ارحم نے ان سے حور کو ملوانے کا وعدہ بھی کیا۔ اور آج کے فنکشن پر انکوانوائٹ کر کے حور کو مزید سرپرائز کرنا چاہتا تھا۔ اسنے اپنے باقی گھر والوں کو بھی اس سرپرائز کے بارے میں حور کو بتانے سے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے گھر والوں کو بھی حور سے نکاح کرنے کی وجہ بتادی تھی۔

عنایہ نے حور کو شام میں تیار ہونے کے لیے بول دیا تھا۔ جب حور نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ گھر میں چھوٹا سا فنکشن ہے۔ پہلے تو حور نے انکار کرنے کا سوچا لیکن جب ارحم کی مما نے تیار ہونے کا کہا تو اس نے ان کی بات مان لی اور تیار ہونے چلی گئی۔

حور نے آج بلیک رنگ کی میکسی پہنی ہوئی تھی۔ یہ میکسی بھی ارحم اپنی پسند سے اس کے لیے لے کر آیا تھا۔ کیونکہ ارحم کو کالا رنگ بہت پسند تھا۔ اگر حور کو پتہ چل جاتا کہ یہ ڈریس ارحم اپنی پسند سے اس کے لیے لایا ہے تو وہ کبھی بھی یہ نہ پہنتی۔

اسنے بلیک میکسی کے ساتھ وائٹ رنگ کے ایئرز پہنے تھے۔ اپنے لمبے سلکی بالوں کو اوپر سے سیدھا اور نیچے سے کرل کر کے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔ آنکھوں میں گہرا کا جل، اور ہونٹوں پر ریڈ رنگ کی لپ اسٹک لگائے وہ غضب ڈھا رہی تھی۔ ارحم نے بھی بلیک رنگ کی قمیض شلوار پہنی تھی۔ جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو اسکی نظر حور پر پڑی

اور اسکی نظریں حور پر ہی ٹھہر گئیں۔ وہ واقعی آسمان سے اتری حور پری لگ رہی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ارحم اس کو دیکھنے میں مصروف ہے۔ سنگھار میز کے شیشے سے جیسے ہی اس کی نظر اپنے پیچھے کھڑے ارحم پر پڑی جو اس کو ہی دیکھنے میں مصروف تھا، اسکو شدید غصہ آیا پیچھے مڑ کر غصے سے اس کو دیکھا اور باہر چلی گئی۔ارحم کو حور کے اس طرح کرنے سے تھوڑا دکھ ہوا اور پھر سوچنے لگا حور میڈم یہ آپ کا آخری غصہ تھا آج کے بعد آپ غصے سے نہیں پیار سے اپنے شوہر نامدار کو دیکھا کریں گی۔اور وہ مسکراتے ہوئے تیار ہونے لگ گیا۔

حور جیسے ہی نیچے آئی اس کی نظر سب سے پہلے اپنی امی پر پڑی۔ وہ بھاگتی ہوئی اپنی امی کے پاس گئی اور ان کے گلے لگ گئی۔امی میں نے آپ کو بہت یاد کیا۔ہاں میری بچی میں نے بھی تمہیں بہت یاد کیا۔ارے بھئی کوئی ہم سے بھی مل لے ہم بھی یہاں پر ہی موجود ہیں۔ حناء نے حور کو اپنی امی کے گلے لگ کر روتے ہوئے دیکھا تو فوراً شرارت سے کہنے لگی۔ عنایہ نے حناء کو بھی انوائٹ کیا تھا۔اسکی آواز سن کر حور جلدی سے پلٹی اور اس کے گلے لگ کر کہنے لگی میں بھلا تمہیں کیسے بھول سکتی ہوں تم تو میری جان ہو۔ حناء سے ملنے کے بعد وہ اپنی بہن سے ملی اور ان سے باتیں کرنا شروع ہو گئی۔ارحم

سیڑھیوں میں کھڑا ہوا حور کو اپنی امی سے مسکرا کر باتیں کرتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ حور کو خوش اور مسکراتا دیکھ کر اس کو بھی خوشی اور سکون مل رہا تھا۔

انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے اس شخص کو خوش دیکھ کر دل بہت خوش ہوتا ہے۔ لیکن جس انسان سے محبت ہو اور وہ غم میں ہو یا رو رہا ہوں تو محبت کرنے والے شخص کو اپنی محبت کو ایسی حالت میں دیکھ کر زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

حور نے اپنی امی سے پوچھا کہ وہ یہاں کیسے آئیں تو انہوں نے بتایا کہ ارحم نے بلایا ہے۔ مجھ سے معافی بھی مانگی تھی اور اپنے کیے پر شرمندہ بھی ہو رہا تھا۔ ماں کی بات سن کر حور پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ ارحم جیسا غصے کا تیز انسان بھی کسی سے معافی مانگ سکتا ہے۔

ابھی حور اپنی امی سے باتیں کر ہی رہی تھی کہ اس کے کانوں میں ارحم کی آواز آئی جو کہ مائک پکڑ کر کہہ رہا تھا۔ آج کا دن میرے لیے بہت خاص ہے کیوں کہ آج کے دن میری زندگی میں ایک ایسا انسان آیا تھا جو میرے والدین کے بعد میرے لیے سب کچھ ہے۔ جو میرے ہر دکھ اور غم کا ساتھی ہے۔ جو مجھ سے اپنی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات شیئر کرتا تھا۔ اور مجھ سے میری ہر بات پوچھتا تھا۔ میں بھی اپنی ہر بات اس انسان سے

ہی شیئر کرتا تھا۔ماں کی ڈانٹ سے لے کر پیار تک کی ہر بات وہ انسان مجھے بتاتا تھا۔ جس کو میں شہزادہ یعنی پرنس لگتا تھا۔اور وہ مجھے ڈول یعنی گڑیا لگتی تھی۔جو میری ہم راز بھی ہے۔حور جو ارحم کی باتیں بڑی توجہ سے سن رہی تھی اس کی آخری بات سن کر حیرت سے بیہوش ہونے لگی تھی۔اس پر آج حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔اچانک اس کی نظر ارحم کے گلے میں موجود چین پر پڑی جو اس نے بچپن میں اپنے پرنس یعنی ارحم کو دی۔جسے آج ارحم نے خاص طور پر پہنی تھی۔ارحم چلتا ہوا حور کے پاس آیا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا وہ انسان اور کوئی نہیں بلکہ میری بیوی میری گڑیا یعنی میری حور ہے۔ارحم کے منہ سے پرنس ہونے کا انکشاف سن کر وہ چکراتے ہوئے بچی۔اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کے یہی ارحم اس کا پرنس ہے۔

ارحم کو پہلی مرتبہ آیان کی سالگرہ کے موقع پر دیکھنے کے بعد حور کو محسوس تو ہوا تھا جیسے وہ اس شخص کو بہت اچھے سے جانتی ہے۔اس کو دیکھ کر حور کو شناسا سا احساس ہوا تھا لیکن وہ ہمیشہ اپنے خیالات کو جھٹک دیتی تھی۔

وہ حور کے سامنے جھک کر بولا تو بتائے مسسز کیسا لگا آپ کو میرا سرپرائز؟حور کی آنکھوں سے مسلسل بہتے آنسو مزید تیز ہوگئے اور وہ کچھ بول بھی نہ پائی۔جس شخص کی

تلاش حور کو کئی سالوں سے تھی آج وہ اس کے سامنے اس کا محرم بنا ہوا کھڑا تھا۔ ارحم اسکی کیفیت سمجھتا تھا اس لیے اس کو مسکرا کر دیکھتا رہا۔ حور کی برداشت بس یہی تک تھی اور وہ ارحم کے گلے لگ کر شدت سے رونے لگی۔ کافی زیادہ رونے کے بعد جب وہ چپ ہوئی تو ارحم نے سب کے سامنے اس سے معافی مانگی اور زبردستی نکاح کرنے کی بھی وجہ بھی بتائی۔ وہاں موجود ہر انسان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ ہر کوئی حور اور ارحم کو دعائیں دے رہا تھا۔

ارحم نے حور کو خود سے الگ کیا اور کہنے لگا تمہیں یاد ہے آج کے دن ہی ہماری دوستی ہوئی تھی۔ آج کا دن میرے لیے بہت خاص ہے۔ میں نے تمہارے لئے ایک گفٹ لیا ہے جو کمرے میں رکھا ہوا ہے تم یہی رکو میں ابھی لے کر آتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر ارحم کمرے کی جانب چل دیا جبکہ حور حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات لے کر وہی کھڑی رہی اور اپنی امی کے بلانے پر ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ ارحم کے گھر والے بھی بہت خوش تھے اور وہ سب اکٹھے بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ سب کے چہروں سے خوشی جھلک رہی تھی۔ مگر کون جانتا تھا کہ آنے والے کچھ ہی لمحے ان کی زندگی میں خطرناک طوفان لانے والے ہیں۔

عنایہ نے حور سے کہا: دیکھا حور میں نے کہا تھا نہ بھیا بغیر کسی بڑی وجہ کے اتنا بڑا قدم نہیں اٹھا سکتے۔ ہم بھیا کو اچھے جانتے ہیں وہ کبھی بھی کسی کے ساتھ کچھ غلط نہیں کرتے۔

ارحم کمرے سے گفٹ لے کر آرہا تھا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا ایک زوردار چیخ ہوا میں بلند ہوئی اور وہ سیڑھیوں سے گرتا ہوا ٹی وی لاؤنج کے فرش پر آپڑا۔ حور جو عنایہ سے باتیں کررہی تھی چیخ سن کر جلدی سے پیچھے کی جانب دیکھنے لگی۔ چیخ کی آواز سن کر سب گھر والے سیڑھیوں کی جانب دوڑے۔ وہاں کا منظر دیکھ کر سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جبکہ حور اپنی جگہ پر ساکت کھڑی ارحم کا خون میں لت پت چہرہ دیکھ رہی تھی۔ اس کو سر پر چوٹ لگی تھی جس سے بہت خون بہہ رہا تھا۔

ارحم اور حور کا ساتھ کیا یہی تک تھا یا قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا۔

ارحم کو اس حالت میں دیکھ کر اس کی امی نے روتے ہوئے کہا جلدی سے ایمبولینس کو بلاؤ میرے بچے کا اتنا خون بہہ رہا ہے۔ ارحم کے بڑے بھائی ارحان نے جلدی سے ایمبولینس کو کال کی اور ماں سے کہنے لگا امی آپ پریشان نہ ہوں وہ لوگ بس آنے

والے ہیں۔چند ہی منٹس کے بعد وہاں ایمبولینس آگئی اور ارحم کا خون میں لت پت وجود اسٹریچر پر ڈال کر لے گئی۔جہاں ابھی کچھ دیر پہلے خوشیاں تھیں وہاں اب سب کے چہروں پر پریشانی تھی۔حور کے سامنے سے ہی ارحم کا اسٹریچر لے جایا گیا۔اسکو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔بار بار اس کا مسکراتا ہوا چہرہ حور کے سامنے آرہا تھا اور اب وہی چہرہ خون میں بھرا ہوا تھا۔ارحم کے ساتھ حور اور سب گھر والے ہسپتال چلے گئے۔ہسپتال پہنچتے ہی ارحم کو ICU میں لے جایا گیا۔ڈاکٹر زنے فوراً اس کا آپریشن شروع کر دیا۔ICU کے باہر ارحم کے پیرنٹس،بھائی بھابھی،عنایہ حور حناء ہانیہ اور حور کی امی سب موجود تھے۔سب کے لبوں پر ارحم کی صحت یابی کے لئے دعا تھی۔کچھ ہی دیر میں آپریشن تھیٹر سے ایک نرس باہر آئی جو کافی عجلت میں تھی۔اس کی طرف سے دی جانے والی خبر نے سب کے دلوں پر بم گرایا۔دیکھیے آپ کے پیشنٹ کا بلڈ بہت ضائع ہو گیا ہے۔اگر جلدی بلڈ کا ارینج نہیں کیا گیا تو آپ کے مریض کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے یا پھر وہ کومہ میں بھی جا سکتے ہے۔ان کا آپریشن چل رہا ہے آپ جلدی سے او نیگیٹو بلڈ گروپ کا ارینج کر لیں۔نرس کی بات سن کر ارحان نے کہا: نرس آپ میرے بھائی کو بچالیں میں ابھی یہ گروپ ارینج کرتا ہوں۔بس میرے بھائی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔یہ کہہ کر وہ بلڈ کا انتظام کرنے چلا گیا۔بہت مشکل سے اس نے او

نیگیٹو بلڈ گروپ کا انتظام کیا۔

آپریشن کے بعد جب ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر آئے تو سب سے پہلے حور نے پوچھا :

ڈاکٹر صاحب میرے شوہر کی طبیعت اب کیسی ہے؟ کیا میں ان سے مل سکتی ہوں؟

کوئی خطرے والی بات تو نہیں ہے؟

حور نے ایک ساتھ ڈاکٹر سے اتنے سارے سوال کر دیئے۔ حور کے اتنے سوال کرنے کے بعد ڈاکٹر نے کہا : دیکھیئے آپ کے مریض کا آپریشن کامیاب ہو گیا ہے۔ لیکن ان کا اگلے تین گھنٹے کے اندر ہوش میں آنا بہت ضروری ہے۔ اگر انکو ہوش نہ آیا تو وہ کومے میں بھی جا سکتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے سر پر بہت گہری چوٹ آئی ہے۔ آپ بس ان کے لیے دعا کرے۔ ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہتے ہوئے چلا گیا جبکہ پیچھے موجود تمام افراد پر یہ خبر بجلی بن کر گری۔

ارحم کے آپریشن کو دو گھنٹے گزر گئے تھے لیکن اس کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا سب کے دلوں کی دھڑکنیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ وہاں موجود تمام افراد ارحم کی صحت یابی کے لئے دعا گو تھے۔

حور اٹھ کر ہسپتال میں موجود پریئر روم میں آگئی۔ اس نے وضو کیا اور نوافل ادا کرنے

لگی۔ نماز کے دوران بھی آنسو مسلسل اس کا چہرہ بھگو رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اپنے رب سے دعا کرنے لگی۔

یا اللہ تو اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے۔ تو تو اپنے بندوں کی فریاد بن بولے ہی سن لیتا ہے۔ تو اپنے بندوں کے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

میرے مالک میں آج اپنے شوہر کی صحت یابی کے لئے دعا کرتی ہوں۔ اس نے میرے ساتھ جو بھی کیا اس سب کے لئے میں نے اس کو معاف کر دیا۔ میرے اللہ میں تیری بہت گناہ گار بندی ہوں۔ مجھے مانگنے کا سلیقہ نہیں آتا۔ میری اس التجا کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور میرے ارحم کو جلد صحت یاب کر دے آمین۔

وہ دعا کے بعد سجدے میں گر گئی اور اپنے رب کے حضور دعا کرنے لگی۔ رونے سے اس کا دل کافی ہلکا ہو گیا تھا۔ اس کو اپنے اللہ پر بہت یقین تھا کہ اس کا اللہ اس کی دعا کو کبھی رد نہیں کرے گا۔

وہ سجدے سے اٹھی اپنے آنسو صاف کیے اور ارحم کے پاس ICU میں چلی گئی۔ کسی نے بھی اس کو جانے سے نہیں روکا۔ ICU میں داخل ہو کر اس نے ارحم کو دیکھا جس کے سر پر سفید پٹی بندھی ہوئی تھی اور وہ مشینوں میں جکڑا ہوا تھا۔ وہ دھیرے

دھیرے قدم بڑھا کر اس کے بیڈ کے پاس گئی۔اس کا ڈریپ میں جکڑا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور کہنے لگی: ارحم پلیز اب اٹھ جاؤ۔میں تم سے ناراض نہیں ہو نگی۔ تم سے کبھی لڑائی نہیں کروں گی۔دیکھو تمہاری گڑیا تمہارے پاس موجود ہے اور رو رہی ہے۔تم ہی کہتے تھے نا کہ میں روتی ہوئی اچھی نہیں لگتی دیکھو آج تم مجھے رلا رہے ہو۔دیکھو پرنس تم ایسے بالکل اچھے نہیں لگتے۔حور کے آنسو مسلسل ارحم کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔اچانک اس کو محسوس ہوا جیسے ارحم کے ہاتھ نے حرکت کی ہے۔پھر اس نے دیکھا کہ ارحم کی آنکھوں میں بھی حرکت ہوئی ہے۔اس نے آواز دے کے ڈاکٹر کو بلایا۔

ڈاکٹر نے اندر آکر ارحم کا معائنہ کیا اور حور کو باہر بھیج دیا۔کچھ دیر کے بعد ڈاکٹر باہر آئے اور کہنے لگے مبارک ہو آپ کے مریض کو ہوش آگیا ہے۔ان کے سر پر بہت گہری چوٹ آئی تھی لیکن اللہ نے اپنا کرم کیا اور ان کو ہوش آگیا۔سب نے یہ خبر سن کر اللہ کا شکر ادا کیا اور حور شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلی گئی۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے رب سے رو کر کچھ مانگے اور وہ رب اپنے بندے کو وہ چیز عطا نہ کرے۔بے شک وہ رب اپنے بندوں کی پکار سنتا ہے۔دکھ تکلیف میں اللہ

اپنے بندوں کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔ یہ تو ہم بندے ہی ہیں جو اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ رب اپنے بندے کو تنہا نہیں چھوڑتا۔

ارحم کے ہوش میں آنے کے بعد سب اس سے ملے۔ کچھ ہی دیر کے بعد حور بھی نوافل ادا کر کے آگئی تھی۔ ارحم کو حور کا چہرہ اترا ہوا محسوس ہوا۔ اسکی وجہ بھی وہ اچھے سے جانتا تھا۔ ڈاکٹر نے ارحم کو زیادہ بولنے سے منع کیا تھا۔

ارحم کی امی نے اسکو پیار کیا اور کہنے لگی بیٹا تم نے تو ہماری جان ہی نکال دی تھی۔ شکر ہے اللہ کا اس نے اپنا کرم کیا اور تمہیں صحت یاب کر دیا۔

2 دن کے بعد ارحم کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔ گھر لا کر اس کو کمرے میں لٹا دیا گیا۔ حور ارحم کے لیے سوپ بنانے چلی گئی جبکہ باقی گھر والے بھی اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔ کیوں کہ کوئی بھی تین دنوں سے نہیں سویا تھا۔ حور کی امی ہانیہ اور حناء بھی ہسپتال سے گھر چلی گئی تھی۔

وہ ارحم کے لیے سوپ بنا کر کمرے میں لے گئی۔ وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر لیٹا ہوا تھا۔

اٹھو ارحم اور یہ سوپ پی لو پھر تمہیں دوائیاں بھی کھانی ہے۔ حور کی بات سن کر اوا ٹھا۔

بیٹھ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور چپ چاپ سوپ پینے لگا۔

جب کافی دیر تک حور کچھ نہ بولی تو ارحم نے ہی بات کرنا شروع کر دی۔ تم ابھی تک ناراض ہو مجھ سے ؟ دیکھو حور ا گر تم مجھ سے ناراض ہو تو مجھ سے شکایت کر و لیکن خدا کے لئے اس طرح چپ ہو کر نہیں بیٹھو۔ میں مانتا ہوں میرا طریقہ غلط تھا لیکن میں کیا کرتا جب تمہارے نکاح کے بارے میں سنا تو مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔ میں تمہیں کسی اور کا ہوتا ہوا خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتا تھا۔ بس مجھے اس ٹائم جو ٹھیک لگا میں نے کیا۔

ارحم میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ ہاں پہلے تم پر غصہ تھا کیوں کہ تم نے وہ سب اتنی اچانک بغیر مجھ سے میری رائے جانے کیا تھا۔ جب تمہیں پتہ چل ہی گیا تھا کہ میں ہی تمہاری گڑیا ہوں تو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔ تم رشتہ بھی تو بھیج سکتے تھے۔

میں تمہیں تمہاری سالگرہ کے موقع پر وہ سب بتانا چاہتا تھا۔ لیکن تمہاری سالگرہ سے دو دن پہلے ہی مجھے ضروری کام سے ملک سے باہر جانا پڑا۔ وہ تو ایک دن عنایہ سے بات ہو رہی تھی تو اس نے مجھے تمہاری انگیجمنٹ کا بتایا۔ بس پھر مجھ سے وہاں رہا نہیں گیا اور میں پاکستان آ گیا۔ یہاں آ کر تمہارے نکاح کا پتہ چلا۔ اس کے آگے کے سارے

حالات تم جانتی ہو۔پلیز حور مجھے معاف کر دو میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔

ارحم کو ہاتھ جوڑتا دیکھ اسنے جلدی سے اسکے ہاتھ پکڑ لیے اور کہنے لگی تم معافی نہ مانگو۔ میں تم سے بالکل بھی ناراض نہیں ہوں۔جو ہونا تھا ہو گیا۔خدا نے ہماری قسمت میں ایسے ہی ملنا لکھا تھا۔یہ سب کو قدرت کے فیصلے ہوتے ہیں۔ہم انسان اس سب کے آگے بے بس ہیں۔چلو اب تم سو جاؤ آرام کرو۔حور کی بات سن کر ارحم مسکرایا اور آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔حور نے اسکو معاف کر دیا تھا۔اور دونوں نے اپنی خوشیوں بھری زندگی کا آغاز کیا۔

عنایہ کی شادی سکندر صاحب نے اپنے دوست کے بیٹے سے کروادی تھی۔جبکہ حنا کی شادی ارحم کے دوست صائم سے ہو گئی تھی۔اسنے حناء کو ہسپتال میں دیکھا تھا۔وہ اسکو اچھی لگی تھی۔اس طرح سب لوگ اپنی اپنی زندگیوں میں خوش رہنے لگے۔

❤️ ختم شدہ ❤️

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلیئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews